31

ہفت روزہ

# ندائے خلافت

لاہور

www.tanzeem.org

تنظیم اسلامی کا ترجمان

مسلسل اشاعت کا 34واں سال

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام

24 تا 30 صفر المظفر 1447ھ / 19 تا 25 اگست 2025ء

## اس شمارے میں

رُوحِ محمد ﷺ اس کے بدن سے نکال دو

امیر سے ملاقات (41)

یومِ آزادی سپیشل

کیا ہم آزاد ہیں؟

میں ربّ کی رضا پر راضی

غزہ ہمارے لیے نیٹ فلیکس سیزن ہے!

## عظمتِ قرآن

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے بہترین وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے۔“ (صحیح بخاری)

دوسری حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”اللہ تعالیٰ اسی کتاب کے ذریعے سے کچھ قوموں کو بامِ عروج تک پہنچائے گا اور اسی کو ترک کرنے کے باعث کچھ کو ذلیل وخوار کردے گا۔“ (رواہ المسلم)

اس حدیث کو جس قدر اہمیت علامہ اقبال نے دی ہے میرے علم کی حد تک کسی اور نے نہیں دی۔

وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہو کر اور تم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہو کر

کہ وہ ایک ہاتھ میں قرآن اور ایک ہاتھ میں تلوار لے کر نکلے تھے اور دنیا پر چھا گئے تھے اور تم اسی قرآن کو چھوڑ کر ذلیل ورسوا ہو گئے ہو! اور اسی مضمون کو علامہ نے فارسی میں کس قدر خوبصورت پیرائے میں بیان کیا ہے۔

خوار از مہجوریٔ قرآں شدی شکوہ سنجِ گردشِ دوراں شدی!

”اے اُمت مسلمہ! تو قرآن کو ترک کرنے کے باعث ذلیل وخوار ہوئی ہے، لیکن تو گردشِ دوراں کا شکوہ کر رہی ہے اور اپنے زوال کا سبب ”فلک کج رفتار“ کو قرار دے رہی ہے حالانکہ فلک تو کسی قوم کی قسمت نہیں بدلتا۔ اپنی ذلت و رسوائی کے ذمہ دار تم خود ہو۔

اے چو شبنم بر زمیں افتندۂ در بغل داری کتاب زندۂ

”اے وہ اُمت جو شبنم کی طرح زمین پر پامال پڑی ہوئی ہے اور لوگ تجھے اپنے پاؤں تلے روندر ہے ہیں، اگر اب بھی تم بلندی چاہتے ہو تو جان لو کہ تمہاری بغل میں ایک زندہ کتاب (قرآن مجید) موجود ہے۔“

پروفیسر محمد عارف
کے کالم سے اقتباس

مسجدِ اقصیٰ کی حرمت اور فلسطینی مسلمانوں کو اپنی دعاؤں میں شامل رکھیں!

الھدیٰ
ڈاکٹر اسرار احمدؒ 1145

# ایمان پر ثابت قدم رہنے والوں کا اجر

سُورۃُ العَنکبُوت | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیات: 58، 59

وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَـنُبَوِّئَنَّهُمۡ مِّنَ الۡجَـنَّةِ غُرَفًا تَجۡرِىۡ مِنۡ
تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَا‌ ؕ نِعۡمَ اَجۡرُ الۡعٰمِلِيۡنَ ۞ الَّذِيۡنَ
صَبَرُوۡا وَعَلٰى رَبِّهِمۡ يَتَوَكَّلُوۡنَ ۞

**آیت:۵۸** ﴿وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَـنُبَوِّئَنَّهُمۡ مِّنَ الۡجَـنَّةِ غُرَفًا﴾ ''اور جولوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے اعمال کیے ہم انہیں ضرور جگہ دیں گے جنّت کے بالاخانوں میں''

﴿تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَا‌ ؕ نِعۡمَ اَجۡرُ الۡعٰمِلِيۡنَ ۞﴾ ''جس کے نیچے ندیاں بہتی ہوں گی' اس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ کیا ہی اچھا اجر ہوگا عمل کرنے والوں کا!''

اے میرے بندو! اگر تم نے میرے لیے اپنی جان جوکھم میں ڈالی ہے تو میرے اس وعدے پر بھی پختہ یقین رکھو کہ میں نے تمہارے لیے جنّت اور اس کی بے شمار نعمتیں تیار کر رکھی ہیں۔ اس کے بعد چھٹی ہدایت:

**آیت:۵۹** ﴿الَّذِيۡنَ صَبَرُوۡا وَعَلٰى رَبِّهِمۡ يَتَوَكَّلُوۡنَ ۞﴾ ''وہ لوگ جنہوں نے صبر کیا اور وہ اپنے رب پر توکّل کرتے ہیں۔''

اگر تم لوگوں نے اپنے لیے حق کے راستے کا انتخاب کیا ہے تو اس پر چلتے ہوئے باطل سے پنجہ آزمائی کرنے کا مرحلہ بھی آئے گا اور قدم قدم پر مصائب و مشکلات کا سامنا بھی کرنا پڑے گا۔ اس سب کچھ کے مقابلے میں تمہارے پاس دو انتہائی مؤثر ہتھیار ہمہ وقت موجود و دستیاب رہنے چاہئیں' یعنی صبر اور توکّل علی اللہ! اس راستے میں جو مشکل اور جو مصیبت بھی آئے اسے جھیلنے اور برداشت کرنے کا عزم اپنے اندر ہر دم تازہ اور بلند رکھو اور بھروسہ رکھو تو صرف اللہ کی ذات پر! اس کٹھن سفر میں نہ تو تم مادی اسباب و وسائل پر نظر رکھو اور نہ ہی اپنی ذہانت و فطانت اور قوت و شجاعت کو لائقِ اعتناء سمجھو!----

درس حدیث

# حقوق کی پاسبانی اور امن عالم

عَنۡ أَبِي هُرَيۡرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَحَاسَدُوا وَلَا تَنَاجَشُوا وَلَا تَبَاغَضُوا وَلَا تَدَابَرُوا، وَكُونُوا عِبَادَ اللّٰهِ إِخۡوَانًا)) (صحیح مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''آپس میں ایک دوسرے پر حسد نہ کرو، ایک دوسرے کو دھوکا نہ دو، ایک دوسرے سے کینہ نہ رکھو اور نہ ایک دوسرے سے منہ پھیرو (حقیر جانتے ہوئے) اور سب مل کر اللہ کے بندے بھائی بھائی بن جاؤ۔''

**تشریح:** کوئی جھگڑا اور فساد دو آدمیوں کے درمیان ہو یا دو قوموں کے مابین اس کا محرک آپس کا حسد و بغض، اپنی شوکت و سطوت کا لوہا منوانا، دوسروں کو نیچا دکھانا، ایک دوسرے کے حقوق تلف اور غصب کرنا ہوتا ہے۔ اس سے فریقین کے درمیان رنجش اور نفرت کے جذبات ابھرتے ہیں اور جب ان میں تیزی آتی ہے تو پھر ہاتھا پائی اور دنگا فساد کی آگ بھڑک اٹھتی ہے۔ لڑائی کے ان شعلوں میں افراد اور قومیں عقل و فکر اور دانش و بینش سے عاری ہوجاتی ہیں۔ انہیں نہ تو انجام کی فکر رہتی ہے اور نہ اپنے نقصانات ہی کی پروا۔ جب یہ جنگ قوموں اور ملکوں کے درمیان چھڑتی ہے تو بے شمار قیمتی جانیں ضائع ہوجاتی ہیں۔

ہفت روزہ
لاہور

# ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

24 تا 30 صفر المظفر 1447ھ جلد 34
19 تا 25 اگست 2025ء شمارہ 31

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: رضاء الحق

مجلس ادارت: فرید اللہ مروت • محمد رفیق چودھری • وسیم احمد باجوہ • خالد نجیب خان

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی
''دارالاسلام'' ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 78-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن لاہور۔ 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
nk@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 20 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک ....... 800 روپے
بیرونِ پاکستان
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (21,000 روپے)
انڈیا، یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (16000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
''مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں


بسم اللہ الرحمن الرحیم

اداریہ
رضاء الحق

## رُوحِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے بدن سے نکال دو

گزشتہ ہفتے ملی یکجہتی کونسل کے تحت قومی ایکشن کمیٹی کے ایک اجلاس میں شرکت کا موقع ملا جس کا بنیادی ایجنڈا سوشل میڈیا پر پورنوگرافک بلاسفیمی (فحش مواد اور توہین رسالت ﷺ و مقدسات کا ملاپ) کے اسلام آباد ہائی کورٹ کے یک رکنی بینچ کا معاملے پر حکومت کو کمیشن بنانے کی ہدایت کا جائزہ لینا تھا۔ اس فیصلہ میں موجود قانونی سقموں نے کم اور پاکستان کے دینی طبقات، علماء کرام، وکلاء برادری اور عوام الناس میں اس متنازعہ فیصلہ کے خلاف پائے جانے والے غم وغصہ کے احساس نے زیادہ اثر کیا جس کی حدت کو محسوس کرتے ہوئے اسلام آباد ہائی کورٹ کے ایک دو رکنی بینچ نے کمیشن بنانے کے یک رکنی بینچ کے فیصلے پر عمل درآمد کو فی الوقت روکنے کا حکم دیا ہے۔ پاکستان کی تاریخ میں کمیشنوں کی کارکردگی سے کون واقف نہیں۔ پھر یہ کہ کمیشن بن جانے سے سینکڑوں کی تعداد میں گرفتار مجرموں کی ضمانت ہو جائے گی اور کچھ عرصہ بعد وہ بھی امریکہ یا کسی مغربی ملک میں پناہ حاصل کرلیں گے۔

حقیقت یہ ہے کہ توہینِ قرآن، توہینِ صاحب قرآن ﷺ، صحابہ کرامؓ و اہلِ بیت اور دیگر مقدساتِ اسلام کی اہانت کے واقعات پہلے بھی ہوتے رہے ہیں اور جب کبھی ایسا معاملہ سامنے آتا ہے تو دل گویا ڈوب کر رہ جاتا ہے۔ عمومی طور پر ماضی میں ایسے قبیح واقعات انفرادی سطح پر ہوتے تھے۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ توہینِ رسالتؐ و مقدسات کے حوالے سے قوانین موجود ہونے اور کئی ملزمان کے خلاف جرم ثابت ہونے کے باوجود آج تک عدالت کی طرف سے دی گئی کسی ایک سزا پر بھی عمل درآمد نہیں کیا گیا۔

عموماً ہوتا یہی رہا ہے کہ تفتیشی ادارے جاں فشانی سے ملزم اور اُس کے سہولت کاروں کے خلاف شواہد اکٹھے کرتے۔ ماتحت عدلیہ سے لے کر ہائی کورٹ تک تو انتہائی عرق ریزی سے ایک ایک ثبوت کو جانچا اور پرکھا جاتا۔ ملزم کو اپنے وکیل کے ذریعے صفائی کا بھرپور موقع دیا جاتا۔ پھر مدعی اور مدعا علیہ کی جانب سے پیش کردہ ثبوتوں اور عدالت میں کی گئی جرح کی روشنی میں یا تو ملزم کو سزا سنا دی جاتی وگرنہ اُسے باعزت بری کر دیا جاتا۔ گویا فیصلے عدل کے معیار کے مطابق کیے جاتے۔

گزرے ادوار میں جب کبھی بھی اس نوعیت کے کسی ملزم کو عدالت مجرم قرار دیتی اور سزا کا فیصلہ ہو جاتا تو یکا یک انگریزی پرنٹ میڈیا اور این جی اوز (جن میں اکثریت کی فنڈنگ مغربی ممالک کرتے ہیں) کو یک دم ''انسانیت'' یاد آ جاتی اور ایسے بھاشن دیئے جاتے جن سے گمان ہونے لگتا کہ کسی سزا کا نفاذ کرنا ہی فساد کی اصل جڑ ہے۔ خاص طور پر ایک سابق ڈکٹیٹر کے دور میں بنائے گئے توہین رسالتؐ و مقدسات سے متعلق قوانین کو تختہ مشق بنایا گیا۔ سوشل میڈیا کے اس دور میں نامعلوم اکاؤنٹس سے یہ تخریب آسان تر ہو گئی ہے۔ قادیانی بھی سوشل میڈیا اور عدالت میں توہین کے مرتکب مجرموں کا بھرپور ساتھ دیتے رہے ہیں اور آج تک دے رہے ہیں۔ ایسے میں ملک کی سب سے بڑی عدالت بھی درمیان میں کود پڑتی اور درج بالا تمام کارروائی جس کے نتیجے میں ملزم کو سزا دی گئی تھی، اُسے قانونی موشگافیوں کا سہارا لیتے

ہوئے چٹکیوں میں اڑا دیتی۔ بلکہ توہین کے مرتکب فرد کو مظلوم ثابت کر کے اسے ضمانت دے دی جاتی اور چند دنوں بعد معلوم ہوتا کہ اسے امریکہ یا کسی یورپی ملک میں پناہ مل چکی ہے۔ اصل نشانہ C-295 تھا اور آج بھی ہے۔

تعزیرات پاکستان (پاکستان پینل کوڈ یا PPC) میں دفعہ 295 اور اس کی ذیلی دفعات 295A، 295B اور 295C درحقیقت توہینِ رسالتؐ، توہین قرآن اور دیگر مقدسات کی اہانت سے متعلق ہیں۔ ان دفعات کا متن درج ذیل ہے:

دفعہ 295: کسی جماعت کے مذہب کی تذلیل کی نیت سے عبادت گاہ کو نقصان پہنچانا یا نجس کرنا:

جو شخص کسی عبادت گاہ کو یا کسی ایسی چیز کو جو اشخاص کی کسی جماعت کی طرف سے مقدس سمجھی جاتی ہو اس نیت سے تباہ کرے، نقصان پہنچائے یا ناپاک کرے کہ اس طرح وہ اشخاص کی کسی جماعت کے مذہب کی تذلیل کر سکے یا اس علم کے ساتھ کہ اشخاص کی کسی جماعت کی مذکورہ تباہی نقصان یا ناپاک کرنے سے ان کے مذہب کی تذلیل کا احتمال ہے تو اسے کسی ایک جرم کی سزائے قید اتنی مدت کے لیے دی جائے گی جو دو سال تک ہو سکتی ہے یا جرمانے کی سزا یا دونوں سزائیں ہو سکتی ہیں۔

دفعہ 295 (اے): مذہب یا مذہبی اعتقادات کی تذلیل/ مذہبی جذبات کی بے حرمتی کرنا:

جو کوئی شخص (پاکستان کے شہریوں کی) کسی جماعت کے مذہبی جذبات کی بے حرمتی کرنے کے ارادی اور کینہ وارانہ مقصد سے الفاظ کے ذریعہ خواہ زبانی ہوں یا تحریری یا دکھائی دینے والے خاکوں کے ذریعے مذکورہ جماعت کے مذہب یا مذہبی اعتقادات کی تذلیل کرے یا تذلیل کرنے کی کوشش کرے تو اسے کسی ایک قسم کی سزا اتنی مدت کے لیے دی جائے گی جو 2 سال تک ہو سکتی ہے یا جرمانے کی سزا یا دونوں سزائیں دی جائیں گی۔

دفعہ 295(بی): قرآن پاک کے نسخے کی بے حرمتی وغیرہ کرنا

جو کوئی قرآن پاک کے نسخے یا اس کے کسی اقتباس کی عمداً بے حرمتی کرے، اس کا نقصان یا بے ادبی کرے یا اسے توہین آمیز طریقے سے یا کسی غیر قانونی مقصد کے لیے استعمال کرے تو وہ عمر قید کی سزا کا مستوجب ہوگا۔

دفعہ 295 (سی): پیغمبر اسلام ﷺ کے بارے میں توہین آمیز الفاظ وغیرہ استعمال کرنا

جو کوئی الفاظ کے ذریعے خواہ زبانی ہوں یا تحریری یا نقوش کے ذریعے، یا کسی تہمت، کنایہ یا درپردہ تعریض کے ذریعے بلاواسطہ یا بالواسطہ رسول پاک حضرت محمد ﷺ کے پاک نام کی توہین کرے گا تو اسے موت یا عمر قید کی سزا دی جائے گی اور وہ جرمانے کی سزا کا بھی مستوجب ہوگا۔

پورنوگرافک بلاسفیمی کے حالیہ قبیح ترین واقعات میں سینکڑوں ملزم اور ان کے سہولت کار ملوث پائے گئے ہیں۔ 100 سے زائد گرفتار شدگان میں تقریباً تمام مسلمان ہیں، چند کا تعلق مدارس اور مساجد سے بھی ہے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون!

توہین کے مرتکب افراد کے خلاف ثبوتوں کے انبار سے بھری فائلیں اس بات کی گواہ ہیں کہ تفتیشی اداروں جن میں ایف آئی اے، پی ٹی اے اور قرآن بورڈ بھی شامل ہیں نے حقائق کی تہہ تک پہنچنے میں انتہائی محنت سے اپنی ذمہ داری ادا کی۔ ہر ملزم کے خلاف ثبوت بہت زیادہ اور واضح ہیں۔ اور بے شرمی کی آخری حد کو بھی پار کرنے والے ہیں۔ پھر یہ کہ ریکارڈ کے مطابق اس گھناؤنے فعل کا مرتکب ایک مجرم بھی ایسا نہیں جو محض ایک مرتبہ غلطی کر کے تائب ہو گیا ہو۔ کم سے کم خطا کار مجرم بھی کم سے کم پانچ ماہ تک ایسی ابلیسی حرکتوں میں ملوث رہا ہے اور بعض کا ریکارڈ تو پانچ برس تک اس غلاظت کا حصہ بنے رہنے پر مشتمل ہے۔

جیسا کہ ہم نے پہلے عرض کیا کہ اصل نشانہ 295 سی ہے۔ ایسے میں این جی اوز اور سوشل میڈیا پر نامعلوم اکاؤنٹس کے حامل افراد کو اور تو کچھ نہ سوجھی، یہ کہانی گھڑ ڈالی کہ اصل مجرم تو تحقیقاتی ادارہ FIA ہے، جس کے چند افراد نے ایک وکیل کے ساتھ مل کر ''کاروبار'' شروع کیا ہے کہ عام لوگوں کو بلیک میل کرنے کے لیے انہیں فحش مواد بھیجو اور جب وہ شخص یہی فحش مواد واپس بھیج کر پوچھے کہ یہ کیا ہے اور مجھے کیوں بھیجا ہے تو اسے توہین کے مقدمہ میں پھنسا لو۔ پھر جس سے تاوان موصول ہو جائے وہ تو بچ جائے گا لیکن جو تاوان ادا نہ کرے، اس کے خلاف توہین کی کوئی دفعہ لگا دو۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ دنیا بھر میں مجرموں کو گرفتار کرنے کے لیے ایسے ذرائع بھی استعمال کیے جاتے ہیں جسے ہنی ٹریپنگ کہا جاتا ہے۔ لیکن یہاں ایک سرکاری تحقیقاتی ادارے، ایک وکیل اور چند دیگر افراد پر یہ الزام لگایا جا رہا ہے کہ وہ فحش توہین رسالت و مقدسات کے لیے ''ہنی ٹریپنگ'' کا استعمال کر رہے ہیں، ایسے ملزموں کی گرفتاری کے لیے نہیں۔ اگر ملزموں یا مجرموں میں سے کسی ایک نے بھی یہ الزام لگایا ہوتا تو ہم برملا ایسے کسی گروپ کو بدترین توہینِ رسالت و مقدسات کا مرتکب ٹھہراتے اور اُنہیں سخت سے سخت سزا دینے کا مطالبہ کرتے۔ لیکن یہ سب قصے کہانیاں ان گستاخوں کو بچانے کے لیے گھڑی جا رہی ہیں جو خود ان قبیح اعمال میں شرکت کا اقرار کر چکے ہیں۔ پھر یہ کہ ہماری معلومات کی حد تک ایسا ایک شخص بھی سامنے نہیں آیا جس نے ایف آئی اے یا کسی وکیل پر بلیک میل کرنے کا الزام لگایا ہو۔ قوم نے دھوم دھام سے 14 اگست بھی منالی مگر یہ کیسی آزادی ہے کہ بیرونی اور اندرونی اسلام دشمن قوتوں کا اصل ہدف 295 سی کا خاتمہ ہے۔

ہماری رائے میں پورنوگرافک بلاسفیمی کے حوالے سے جو حقائق سامنے آئے ہیں اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اس قدر بڑے پیمانے پر ایسے انسانیت سوز افعال کا ہونا محض ایک اتفاق نہیں۔ جرم میں ملوث افراد معاشرے کے تمام گوشوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ ہمیں تو حیرت اُن این جی اوز، مدعین کے وکلاء اور یک رکنی عدالتی بینچ پر ہے جو واضح شواہد کی موجودگی میں بھی مجرموں کو بچانے کی ہر ممکن کوشش کرتے رہے۔ کیا وہ حضور ﷺ کی شفاعت کے طلب گار اور آپ ﷺ کے مبارک ہاتھوں سے حوضِ کوثر سے سیراب ہونے کے خواہش مند بلکہ حاجت مند نہیں۔ ہماری اُن سے دردمندانہ اپیل ہے کہ اپنے حقیقی دشمن کو پہچانیے۔ وہ فنڈنگ اپنے مقاصد کے حصول کے لیے کرتا ہے اور اس کا ایجنڈا واضح ہے۔

رُوحِ محمد ﷺ اس کے بدن سے نکال دو

## اسلام ہی ایسی واحد قوت ہے جس نے ہمیں ایک قوم بنایا تھا اور اسلام ہی ہمیں دوبارہ متحد کر سکتا ہے،

## قرآن کو تھام لینے اور اقامتِ دین کی جدوجہد سے ہی فرقہ واریت کا خاتمہ ممکن ہے،

## شیعہ سنی اتحاد تب ہی ممکن ہو سکے گا جب دونوں مسالک کے لوگ مشترکات پر اکٹھے ہوں گے،

## متفقہ ترجمہ قرآن بین المسالک ہم آہنگی کے لیے کسی سنگِ میل سے کم نہیں،

## پہلے ہی ہم نے امریکہ کا ساتھ دے کر اپنا ناقابلِ تلافی نقصان کر لیا ہے، اگر مزید ساتھ دیا تو بالکل تباہ ہو جائیں گے۔

### خصوصی پروگرام ’’امیر سے ملاقات‘‘ میں

### امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ کے رفقائے تنظیم و احباب کے سوالوں کے جوابات

میزبان: آصف حمید

**سوال:** تنظیم اسلامی کے تحت یکم تا 22 اگست جو مہم جاری ہے، اس کا عنوان ’’اتحادِ اُمّت اور پاکستان کی سالمیت‘‘ رکھا گیا ہے۔ کیا یہ دو الگ اہداف ہیں یا ان میں کوئی لنک ہے؟

**امیر تنظیم اسلامی:** تنظیم اسلامی کے زیر اہتمام سال بھر میں مختلف مہمات اور دعوتی پروگرامز ہوتے ہیں۔ جیسا کہ رمضان المبارک میں دورۂ ترجمۂ قرآن کا اہتمام ہوتا ہے، ہفتہ وار بنیادوں پر دروس قرآن ہوتے ہیں، سہ ماہی بنیادوں پر آگاہی منکرات مہم کا اہتمام ہوتا ہے جس میں تنظیم کے رفقاء باہر نکل کر عوام کو کسی بڑے منکر کے خلاف آگاہی دیتے ہیں، برائی کے خلاف آواز بلند کرتے ہیں، سوشل میڈیا، الیکٹرانک و پرنٹ میڈیا کے ذریعے سے دعوت کا عمل جاری رہتا ہے۔ تاہم گزشتہ چند سالوں سے تنظیم اسلامی کی مرکزی مجلس شوریٰ میں مشورے سے یہ طے کیا گیا کہ سال بھر میں ہمیں ایک ملک گیر مہم کا بھی اہتمام کرنا چاہیے جس میں چند بڑے مقاصد کو ہدف بنایا جائے، رفقائے تنظیم کو بھی باہر نکل کر مشق کرنے کا موقع ملے، عوام میں بھی کسی بڑے مقصد سے آگاہی حاصل ہو اور حکمرانوں اور مقتدر لوگوں تک بھی آواز پہنچے۔ حالیہ مہم کا عنوان ’’اتحادِ اُمّت اور پاکستان کی سالمیت‘‘ رکھا گیا ہے۔ بظاہر یہ دو الگ الگ عنوانات ہیں لیکن حقیقت میں ان کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ مثال کے طور پر جب ہم اُمت کی بات کرتے ہیں تو اُمت میں پاکستان شامل ہے اور عالمِ کفر الکفر ملۃ الواحدہ کی مانند متحد ہو کر جس طرح ہر مسلم ملک کے خلاف منصوبے بنا رہا ہے، اسی طرح وہ پاکستان کو بھی تباہ کرنا چاہتا ہے۔ فلسطین، کشمیر، میانمار، لبنان، شام، عراق، ایران ہر جگہ مسلمانوں پر حملے ہو رہے ہیں، ظلم ہو رہا ہے۔ اس صورتحال میں جہاں اُمت کو متحد ہونے کی ضرورت ہے، مظلوم مسلمانوں کا درد محسوس کرنے کی ضرورت ہے، اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مشن اور قرآن کو اپنانے کی ضرورت ہے، وہاں پاکستان کی سالمیت بھی اتنی ہی ضروری ہے کیونکہ امریکہ، اسرائیل اور بھارت کا شیطانی اتحاد پاکستان کو چاروں طرف سے گھیرنا چاہتا ہے۔

**مرتب: محمد رفیق چودھری**

پاکستان واحد مسلم ملک ہے جو اسلام کے نام پر بنا ہے، اس کی بنیاد ایک نظریہ پر رکھی گئی، ایٹمی صلاحیت اور بہترین میزائل ٹیکنالوجی کا حامل ملک ہے۔ لہٰذا اُمت کے دشمن یہ سمجھتے ہیں کہ پاکستان ان کے گریٹر اسرائیل جیسے عالمی منصوبوں میں بڑی رکاوٹ ہے اور اس سے آگے بڑھ کر مستقبل میں اُمت مسلمہ کے لیے لیڈنگ رول ادا کر سکتا ہے۔ اس وجہ سے پاکستان کو بیرونی خطرات بھی ہیں اور ان بیرونی سازشوں کے ساتھ ساتھ پاکستان کو اندر سے بھی کھوکھلا کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اس مقصد کے لیے پاکستان میں دہشت گردی، انتشار اور نسلی، لسانی اور علاقائی تعصبات کو پھیلایا جا رہا ہے۔ اگر اپنے گھر کو آگ لگی ہو تو باہر کی آگ کو بجھانے کی فکر کہاں سے آئے گی؟ اس لیے ضروری ہے کہ پاکستان اندر سے مضبوط اور مستحکم ہو تو پھر اُمت کے لیے بھی قائدانہ کردار ادا بھی کر سکے گا۔ اگرچہ ہونا تو یہ چاہیے کہ ہم 27 رمضان کو یوم آزادی منائیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ ملک 27 رمضان کی بابرکت ساعتوں میں عطا کیا تھا۔ ہم 27 رمضان کو بھی اکثر اس موضوع پر کلام کرتے ہیں۔ تاہم 14 اگست کو پاکستانی قوم میں یوم آزادی منانے کا رواج ہے لہٰذا اسی ماہ میں تنظیم اسلامی ’’اِتحادِ اُمّت اور پاکستان کی سالمیت‘‘ کے عنوان سے مہم چلا کر پاکستانی قوم کو ایک جامع پیغام دینے کی کوشش کر رہی ہے کہ جس عظیم نظریہ اور مقصد کی خاطر یہ ملک حاصل کیا گیا ہے اس مقصد کو مدنظر رکھا جائے اور اس نظریہ کو نافذ کیا جائے تاکہ ملک کی سالمیت برقرار رہے کیونکہ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ ملک بنا بھی اسلام کے نام پر تھا اور اس کی بقاء اور استحکام بھی نفاذ اسلام پر منحصر ہے۔

**سوال:** خلافت راشدہ کے دور سے ہی اُمت میں تقسیم کا عمل شروع ہوا اور وہ تقسیم آج تک جاری ہے۔ اس میں اغیار نے کتنا کردار ادا کیا اور اپنوں کا کتنا کردار رہا؟ اگر یہ تقسیم نہ ہوتی تو آج اُمت مسلمہ کے مقابلے میں کوئی کھڑا نہیں ہو سکتا تھا۔ آج اتحاد اور اتفاق کے درس تو بہت ہوتے ہیں لیکن لوگ سنجیدگی سے اتحاد کے لیے کوشش نہیں کر رہے۔ کیا وجہ ہے؟

**امیر تنظیم اسلامی:** آپ نے درست فرمایا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور سے یہ تقسیم شروع ہوئی اور اس کے نتیجہ میں بہت بڑی تعداد میں شہادتیں بھی ہوئیں اور اُمت کو بہت نقصان پہنچا۔ اس میں بیرونی سازش بھی شامل تھی جیسا کہ سبائی فتنہ بھی ایک یہودی سازش تھی لیکن کچھ اندر کے آستین کے سانپ بھی اس سازش میں شامل تھے۔ تاہم اب ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم ماضی کا مرثیہ کہنے کی بجائے ماضی سے سبق سیکھیں۔ تنظیم اسلامی کے زیر اہتمام اس مہم کے دوران ہم اس بات کو بھی باور کرانے کی کوشش کر رہے ہیں کہ جب تک خلافت کا نظام قائم تھا تو اُمت کے اندر ایک مرکزیت موجود تھی اور اس کے ہوتے ہوئے اُمت کے اندر اتحاد کی ایک اُمید بھی

باقی تھی جس سے دشمن خوفزدہ تھے۔ لہٰذا دشمنوں کی سازش اور اپنوں کی نادانیوں کی وجہ سے وہ خلافت اور مرکزیت ختم ہوگئی اور اس اُمت کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے ہر ٹکڑے کو نیشن سٹیٹ کا تصور دیا گیا۔ اسی دور میں جب مسلم دنیا میں نیشنل کے نعرے لگ رہے تھے، سیکولرازم کا ڈنکا بج رہا تھا اور کچھ مسلم ممالک تعصبات کا بھی شکار تھے تو ان اندھیروں میں روشنی کی ایک کرن بھی تھی۔ یعنی ایک ملک ایسا بھی تھا جو اسلام کی بنیاد پر وجود میں آیا اور وہ پاکستان تھا۔ اسلام ہی واحد ایسی طاقت ہے جس نے اس خطے کے لوگوں کو نسلی، لسانی، جغرافیائی تفاوت کے باوجود متحد کر کے ایک قوم بنا دیا تھا۔ اب بھی اسلام ہی دوبارہ ہمیں متحد کر سکتا ہے۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے:

﴿وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ۠﴾

(آل عمران: 103) ”اللہ کی رسّی کو مضبوطی سے تھام لو مل جل کر اور تفرقے میں نہ پڑو۔“

اگر واقعتاً قرآن کو تھاما جائے تو یہ تفرقہ ختم کرتا ہے لیکن مسئلہ یہ ہے کہ آج ہم نے قرآن کو چھوڑ دیا ہے۔ صرف پانچ فیصد آبادی پنج وقتہ نماز ادا کرتی ہے۔ ان پانچ فیصد میں سے بھی اکثریت کو معلوم ہی نہیں ہوتا کہ نماز میں جو قرآن پڑھا جا رہا ہے اس کا مفہوم اور تقاضا کیا ہے۔ گویا دین ہماری ترجیحات میں شامل ہی نہیں ہے۔ ہماری عظیم اکثریت کو معلوم ہی نہیں کہ قرآن پاک میں کیا لکھا ہے۔ ہماری ایک فیصد آبادی بھی نہیں ہے جس نے آج تک قرآن کو اپنی زبان میں ایک مرتبہ ترجمے کے ساتھ پڑھا ہو۔ لہٰذا جب قرآن کو ہم نے تھاما ہی نہیں ہے تو تفرقہ اسی وجہ سے پیدا ہو رہا ہے۔ قرآن فرقے اور مسلک سے بالاتر ہو کر اسلام کی انقلابی فکر کو سمجھنے میں مدد دیتا ہے اور عالمی سطح کے منظر کو انسان کے سامنے رکھتا ہے۔ پھر بندے کو حق کے راستے پر کھڑا کرتا ہے۔ سورۃ الشوریٰ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

> تمہارے لیے وہی دین مقرر کیا جس کا نوح کو حکم دیا تھا اور اسی راستہ کی ہم نے آپ کی طرف وحی کی ہے اور اسی کا ہم نے ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام کو حکم دیا تھا، کہ اسی دین پر قائم رہو اور اس میں پھوٹ نہ ڈالنا، جس چیز کی طرف آپ مشرکوں کو بلاتے ہیں وہ اُن پر گراں گزرتی ہے، اللہ جسے چاہے اپنی طرف کھینچ لیتا ہے اور جو اس کی طرف رجوع کرتا ہے اسے راہ دکھاتا ہے۔ (الشوریٰ:13)

معلوم ہوا کہ دین کے قیام کے لیے محنت ہوگی تو تفرقہ بھی ختم ہوگا کیونکہ بڑے مقصد کے لیے چھوٹے مفادات کو پس پشت ڈالنا پڑتا ہے۔ انہی بنیادی باتوں کی دعوت تنظیم اسلامی دیتی ہے۔ اسی وجہ سے ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے ایک طرف لوگوں کو قرآن کے ساتھ جوڑنے کی تحریک شروع کی اور قرآن اکیڈمیز اور انجمن خدام القرآن کے نام سے ادارے قائم کیے اور عوامی سطح پر دروسِ قرآن کا سلسلہ شروع کیا اور دوسری جانب تنظیم اسلامی قائم کی تاکہ ایک مشترکہ پلیٹ فارم سے دین کے قیام کی جدوجہد شروع کی جا سکے۔ اس مہم کے دوران ہم ان باتوں کو بھی

> **دشمن چاہتے ہیں کہ پاکستان مستحکم نہ ہونے پائے، یہاں انتشار اور خانہ جنگی کی کیفیت ہو تاکہ ہم لوگ آپس میں لڑتے رہیں اور مستقبل کے حوالے سے کوئی تیاری نہ کر سکیں۔**

اُجاگر کرنے کی کوشش کریں گے۔ تنظیم اسلامی کا تعارف بھی پیش کرنے کی کوشش کریں گے کہ یہ کوئی مسلک کی بنیاد پر جماعت نہیں ہے بلکہ اس سے بالاتر ہو کر دین کے نفاذ کی جدوجہد کرنا اس کا ہدف ہے۔ اس ہدف کو حاصل کرنے کی صورت میں ہی مملکت خداداد پاکستان کی سالمیت بھی ہے اور اسی راستے سے اللہ کی مدد بھی آئے گی۔

﴿اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ﴾ (سورۃ محمد: 7)

”اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو اللہ تمہاری مدد کرے گا۔“

لہٰذا اتحادِ اُمت اور پاکستان کی سالمیت، یہ دونوں موضوعات جڑے ہوئے ہیں اور تنظیم اسلامی اسی پہلو سے مستقل اپنی دعوت پیش کر رہی ہے۔

**سوال:** آپ نے تمام مسالک کے متفقہ ترجمہ قرآن کی بات کی۔ اب تک تقریباً ڈیڑھ کروڑ طلبہ و طالبات اس ترجمہ کو تعلیمی اداروں میں پڑھ رہے ہیں جو کہ اُمت کے اتحاد کی جانب ایک اہم پیش رفت ہے۔ لیکن اس کے باوجود بعض لوگ اس کی مخالفت کیوں کر رہے ہیں؟

**امیر تنظیم اسلامی:** یہ متفقہ ترجمہ قرآن علم فاؤنڈیشن کے تحت 2010ء سے شروع کیا گیا، 2017ء میں وفاقی حکومت نے تمام مسالک کے علماء کی ایک مشترکہ کمیٹی بنائی جس نے 2020ء میں اس ترجمہ کو متفقہ قرار دیا اور اس کے بعد تعلیمی اداروں میں پڑھانا شروع کیا گیا۔ قیام پاکستان کے بعد تمام مسالک کے 31 علماء کے 22 نکات کے بعد یہ بہت بڑی کامیابی ہے کیونکہ تمام مسالک اس پر متفق ہو گئے تھے۔ ظاہر ہے کہ ترجمہ تعلیمی اداروں میں پڑھایا جائے تو اُمت میں اتحاد و اتفاق پیدا ہوگا۔ اس اہم کامیابی کو بھی ہم تنظیم اسلامی کی حالیہ مہم میں اُجاگر کریں گے۔ جہاں تک مخالفت کی بات ہے تو وہ اللہ کے رسولوںؑ کی بھی کی گئی، ہم کس شمار میں آتے ہیں۔ جب مسلمان حق کی راہ میں آگے بڑھیں گے تو ایسا ہو نہیں سکتا کہ کچھ مخالفتیں سامنے نہ آئیں۔

**سوال:** شیعہ سنی تقسیم نے اُمت کو جتنا نقصان پہنچایا ہے اتنا کسی اور چیز نے نہیں پہنچایا۔ اسی وجہ سے بعض عرب ممالک امریکہ کی غلامی میں چلے گئے ہیں اور اُمت کمزور ہو کر اپنی طاقت کھو چکی ہے۔ لیکن اس کے باوجود دونوں طرف کے بعض لوگ نہیں چاہتے کہ شیعہ سنی اتحاد ہو، اگر شیعہ اور سنی علماء اتحاد کی کوشش کریں تو دونوں طرف کے بعض لوگ اُن پر الزامات کی بارش شروع کر دیتے ہیں۔ آپ کے خیال میں ایسے لوگ کیوں نہیں سمجھ پا رہے کہ اُمت کو اتحاد کی ضرورت ہے؟

**امیر تنظیم اسلامی:** 100 فیصد لوگوں کا متفق ہو جانا ہر جگہ محال ہوتا ہے تاہم اُمت کے بڑے مقصد کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم فروعی مسائل کو اپنی علمی مجالس تک محدود رکھیں اور اُمت اور عوام کی سطح پر مشترکات کی بات کریں تو اتحاد ممکن ہو سکتا ہے۔ مثال کے طور پر اہل تشیع اور اہل سنت کے مابین بعض اختلافات 14 صدیوں سے چلے آئے ہیں، وہ اپنی جگہ پر رہیں لیکن جہاں کفار کے ساتھ مقابلہ ہو تو وہاں ہم اپنے مسلکی اور فروعی اختلافات کو ایک طرف رکھتے ہوئے متحد ہو جائیں کیونکہ اسلام پر سمجھوتہ کرنا تو ہر مسلک کے لیے ناقابل قبول ہے۔ جب اسرائیل نے ایران پر حملہ کیا تو اس وقت بھی ہم نے یہی بات کی تھی کہ اگرچہ ایران نے بعض کام ایسے کیے ہیں جن سے اُمت کو بہت نقصان پہنچا ہے لیکن چونکہ اس وقت ایران کا مقابلہ اسرائیل کے ساتھ ہے لہٰذا تمام مسلم ممالک کو ایران کی مدد کرنی چاہیے۔ اگر ایسا نہیں کریں گے تو ایک ایک کر کے تمام مسلم ممالک کفار کے حملوں کا نشانہ بنتے چلے جائیں گے اور نقصان پوری اُمت کا ہوگا۔ اس کے ساتھ ہم نے یہ بھی کہا تھا کہ ایران نے ماضی میں جو غلطیاں کی ہیں اسے اُن کا ازالہ کرنا چاہیے۔ اسلامی نظریاتی کونسل میں دونوں مسالک کے علماء اسلام کے دفاع میں متحد ہو جائیں۔ جیسے مبارک ثانی کیس میں عدالت نے اہل سنت کے اداروں سے بھی آراء مانگی

تھیں، شیعہ اداروں سے بھی مانگی تھی۔ چونکہ مسئلہ ختم نبوت کا تھا لہٰذا دونوں نے اتفاق کیا۔ اب اس اتفاق کا قطعاً یہ مطلب نہیں ہے کہ ہم نے اہل تشیع کے تمام نظریات اور تصورات سے اتفاق کرلیا۔ مثال کے طور پر ائمہ کے معصوم ہونے کے حوالے سے اہل تشیع کے موقف کو اہل سنت تسلیم نہیں کرتے۔ تاہم جہاں مشترکات کی بات آئے گی تو وہاں ہمیں متحد ہوجانا چاہیے۔ اسی میں پوری اُمت کا فائدہ ہے۔ دہشت گردی کے عروج کے دور میں جب پاکستان میں پروکسیز وار چل رہی تھی اور فسادات میں بے گناہ لوگوں کا خون بہایا جارہا تھا تو اس وقت پاکستان کے علماء نے مل کر ملی یکجہتی کونسل بنائی تاکہ اس پراکسی وار کو روکنے کے لیے دونوں طرف کے علماء اپنا کردار ادا کریں، ملک میں امن قائم ہو اور ملک کے مشترکہ دشمنوں کو شکست ہو۔ ڈاکٹر اسرار احمدؒ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ جب پاکستان میں نفاذ اسلام کا مرحلہ آئے گا تو تمام مسالک کے 31 جید علماء کے متفقہ 22 نکات کو مدنظر رکھتے ہوئے شریعت کا نفاذ ممکن ہوگا۔ البتہ لاء آف دی لینڈ کے متعلق دونوں مسالک اتفاق کرلیں کہ جس طرح ایران میں اکثریت اہل تشیع کی ہے اور وہاں قانون سازی فقہ جعفریہ کے مطابق ہورہی ہے، اسی طرح پاکستان میں اکثریت اہل سنت کی ہے اور یہاں لاء آف دی لینڈ اہل سنت کے فقہ کے مطابق ہوگا۔ تاہم انفرادی مسائل اہل تشیع اپنے فقہ کے مطابق حل کریں۔ لیکن ملک اور ملت کے مفاد کے لیے مشترکات پر جمع ہوجائیں۔ قرآن میں نصاریٰ سے کلام ہورہا ہے کہ:

﴿قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۭ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ﴾ (آل عمران:64)

”(اے نبی ﷺ) کہہ دیجیے: اے اہل کتاب! آؤ ایک ایسی بات کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان بالکل برابر ہے، کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہ کریں۔“

نصاریٰ اللہ کے رسول ﷺ کو نہیں مانتے، قرآن کو نہیں مانتے، اسلام کو نہیں مانتے لیکن اس کے باوجود ان سے مشترکات پر اتفاق کرنے کا تقاضا ہے۔ ہمارا رسول ایک، قرآن ایک، دین ایک، پھر ہم کیوں مشترکات پر جمع نہیں ہوسکتے؟

**سوال:** موجودہ امریکی حکومت پاکستان کی بہت تعریف کررہی ہے۔ خصوصاً پاک بھارت معرکہ کے بعد ٹرمپ کے پاکستان کے حق میں بیانات اور محبت کے دعوے کیا معنی رکھتے ہیں، کیا امریکہ چین یا افغانستان کے خلاف پاکستان کو استعمال کرنا چاہتا ہے؟ (محمد احمد، اوکاڑہ)

**امیر تنظیم اسلامی:** ہنری کسنجر کے تاریخی الفاظ ڈاکٹر اسرار احمدؒ بھی quote کرتے تھے کہ امریکہ کا دشمن تو امریکہ کے وار سے بچ سکتا ہے مگر دوست کبھی نہیں بچ سکتا۔ امریکہ کے ساتھ ہماری اب تک کی دوستی کی تاریخ نے یہ بات بار بار ثابت کی ہے۔ نائن الیون کے بعد جب ہم نے کھل کر امریکہ کا ساتھ دیا، اس کو اڈے، زمینی اور فضائی راستے دیئے اور اس کے do more کے مطالبات کو مانتے چلے گئے تو کیا اس کے بعد ہمارے ملک میں دودھ اور شہد کی نہریں بہہ گئیں؟ کیا ہمارے بچوں کے منہ میں سونے کا نوالہ آگیا؟ اس کے بعد بھی اگر ہماری آنکھیں نہیں کھلیں تو آخر کب کھلیں گی؟ اللہ کا کلام تو واضح طور پر ہمیں خبردار کررہا ہے:

﴿وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ ۭ﴾ (البقرۃ:120) ”اور (اے نبی ﷺ! آپ کسی مغالطے میں نہ رہیے) ہرگز راضی نہ ہوں گے آپ سے یہودی اور نہ نصرانی جب تک کہ آپ پیروی نہ کریں ان کی ملت کی۔“

پاکستان کی جغرافیائی پوزیشن اللہ تعالیٰ نے ایسی رکھی ہے کہ چین کو پاکستان کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ اسے گوادر تک راستہ چاہیے۔ اسی طرح کبھی سوویت یونین کے خلاف امریکہ کو پاکستان کی ضرورت تھی۔ اب بھی اگر چین کو روکنے کی بات ہوگی تو امریکہ پاکستان کو استعمال کرنا چاہے گا۔ لیکن ہمیں سمجھنا چاہیے کہ ہم نے پہلے بھی امریکہ کے ہاتھوں استعمال ہوکر اپنا کتنا نقصان کروایا۔ افغان اور پشتون بھائیوں کو ہم نے ناراض کرلیا ہے، لاکھوں مسلمانوں کو افغانستان میں شہید کروانے میں امریکہ کے دست و بازو بنے۔ ملک کے اندر آپریشن کرکے اپنے لوگوں کو ناراض کیا۔ پہلے ہی ہم نے امریکہ کا ساتھ دے کر اپنا ناقابل تلافی نقصان کرلیا ہے، اگر مزید ساتھ دیا تو بالکل تباہ ہوجائیں گے۔

**سوال:** امریکہ تو کبھی نہیں چاہے گا کہ پاکستان میں دین یا استحکام آئے۔ پھر اس کی طرف سے پاکستان کی تعریفوں کا کیا مقصد ہے؟

**امیر تنظیم اسلامی:** پاکستان کی جو جغرافیائی اہمیت ہے، ہم سے زیادہ شاید ہمارے دشمن اس کو سمجھتے ہیں۔ احادیث میں خراسان کا ذکر ہے کہ وہاں سے اسلامی لشکر حضرت عیسیٰؑ اور حضرت مہدی کی نصرت کے لیے جائیں گے اور دجال کے لشکر کے خلاف لڑیں گے۔ خراسان میں پاکستان کا ایک حصہ بھی شامل ہے۔ اس لیے دشمن چاہتے ہیں کہ پاکستان مستحکم نہ ہونے پائے، یہاں انتشار اور خانہ جنگی کی کیفیت ہو تاکہ ہم لوگ آپس میں لڑتے رہیں اور مستقبل کے حوالے سے کوئی تیاری نہ کرسکیں۔ اس میں کوئی شک نہیں امریکہ کا ساتھ دے کر، وکٹ کے دونوں جانب کھیل کر ہم نے خود کو عسکری لحاظ سے مضبوط کیا لیکن اگر اس کھیل میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ غداری اور بے وفائی شامل ہو، دین سے بغاوت شامل ہو تو پھر ہماری ظاہری طاقت ہمیں بچا نہیں پائے گی۔ یہ وہ پہلو ہے جس کو ہمیں نظر انداز نہیں کرنا چاہیے۔

**سوال:** پاکستان کا استحکام دین کے نفاذ سے کیوں مشروط ہے، کیا یہ باقی 56 مسلم ممالک کے ضروری نہیں ہے؟

**امیر تنظیم اسلامی:** بحیثیت اُمت تمام مسلمانوں کے لیے دین کا نفاذ ضروری ہے لیکن جہاں تک مسلم ممالک کا تعلق ہے تو باقی تمام ممالک نسلی، لسانی یا جغرافیائی بنیادوں پر وجود میں آئے ہیں، پاکستان واحد ملک ہے جو اسلام کے نام پر بنا ہے۔ ہم نے اللہ سے وعدہ کیا تھا کہ اگر اللہ ہمیں علیحدہ خطۂ زمین دے تو ہم اللہ کے دین کا نفاذ کریں گے۔ 1967ء کی جنگ کے بعد اسرائیلی وزیراعظم بن گوریان اگر یہ کہتا ہے کہ ہمارا اصل نظریاتی دشمن پاکستان ہے، اگر موجودہ اسرائیلی وزیراعظم نیتن یاہو یہ خواہش رکھتا ہے کہ پاکستان کی ایٹمی صلاحیت ختم ہوجائے تو آخر کوئی وجہ ہے۔ اللہ نے پاکستان کو ایٹمی صلاحیت سے نوازا، یہاں مدارس کا نظام ہے، پوری دنیا میں پاکستان سے علماء اور حفاظ کرام جارہے ہیں۔ بقول ڈاکٹر اسرار احمدؒ اسلام کی احیائی تحریکوں کا 4 صدیوں پر مشتمل اثاثہ پاکستان کے پاس موجود ہے۔ پاکستان سے شکوہ اس لیے ہے کہ یہ اسلام کے نام پر بنا ہے۔ اس کے باوجود اگر ہم یہاں اسلام کو نافذ نہیں کرتے تو سورۃ المائدہ کی آیات میں اللہ تعالیٰ کے فتوے موجود ہیں:

﴿وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ۝﴾ ”اور جو اللہ کی اُتاری ہوئی شریعت کے مطابق فیصلے نہیں کرتے وہی تو کافر ہیں۔“

﴿وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝﴾ ”اور جو فیصلے نہیں کرتے اللہ کی اُتاری

ہوئی شریعت کے مطابق وہی تو ظالم ہیں۔‘‘

﴿وَمَنۡ لَّمۡ یَحۡکُمۡ بِمَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰہُ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ ﴿۴۷﴾﴾ (المائدہ) ’’اور جو لوگ نہیں فیصلے کرتے اللہ کے اُتارے ہوئے احکامات وقوانین کے مطابق' وہی تو فاسق ہیں۔‘‘

**سوال:** CIA کے ایک افسر نے کہا تھا کہ سات مسلم ممالک کی ایک ایک کر کے باری آئے گی جن میں عراق، شام، لبنان، لیبیا، صومالیہ، سوڈان اور ایران شامل ہیں۔ پاکستان ان سات ناموں میں شامل نہیں ہے۔ حالانکہ بن گوریان اور نیتن یاہو کے مطابق پاکستان اسرائیل کا سب سے بڑا دشمن ہے، ISI کے سابق چیف جنرل حمید گل نے بھی کہا تھا کہ افغانستان بہانہ ہے، پاکستان نشانہ ہے۔ کیا وجہ ہے کہ سات ممالک میں پاکستان شامل نہیں ہے؟ (محمد فاروق، حیدر آباد)

**امیر تنظیم اسلامی:** ایک امکان تو یہ ہوسکتا ہے کہ شاید اُن کے گمان میں ہو کہ وہ پاکستان کو رام کر لیں گے۔ جن سات ممالک کا نام لیا گیا، ان میں کہیں نہ کہیں یا تو اسرائیل کو جغرافیائی لحاظ سے زیادہ خطرہ تھا یا پھر وہ ایٹمی صلاحیت کی جانب پیش قدمی کر رہے تھے اس لیے ان کو تباہ کیا گیا۔ پاکستان کے پاس تو ایٹمی صلاحیت بھی موجود ہے اور یہ مملکت بنی ہی اسلام کے نام پر تھی لہٰذا وہ ہمیں دشمن نمبر ون سمجھتے ہیں۔ جیسا کہ سابق اسرائیلی وزیراعظم بن گوریان بھی پاکستان کو دشمن نمبر ون قرار دے چکے ہیں لہٰذا کوئی وجہ نہیں کہ پاکستان ان کی ہٹ لسٹ پر نہ ہو۔

**سوال:** ہماری عورتوں کی تربیت کا نظام کیسے بہتر ہوسکتا ہے؟ نبی اکرم ﷺ تو خواتین سے بھی بیعت لیتے تھے۔ ہمارے ہاں دورۂ ترجمہ قرآن میں تو خواتین آتی ہیں لیکن باقی پورا سال ان کی ہفتہ وار میٹنگ کا انتظام میرے علم میں نہیں ہے۔ تنظیم اسلامی میں عورتوں کی تربیت کے لیے یا بیعت کے لیے کوئی نظام ہے؟ (حافظ فیصل حنیف)

**امیر تنظیم اسلامی:** جہاں جہاں ہماری قرآن اکیڈمیز، انجمن خدام القران یا تنظیم اسلامی کے زیر اہتمام مساجد ہیں اور جہاں ممکن ہے خواتین کے لیے شرکت کا باپردہ اہتمام ہوتا ہے۔ وہاں خواتین نماز بھی ادا کرتی ہیں، جمعہ کا خطاب بھی سن لیتی ہیں۔ اسی طرح قرآن اکیڈمیز اور تنظیم اسلامی کے زیر اہتمام ملک بھر میں جہاں جہاں دروس قرآن یا اجتماعات ہوتے ہیں، وہاں اکثر مقامات پر خواتین کی شرکت کا باپردہ اہتمام ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ ہم اپنے رفقاء سے تقاضا کرتے ہیں کہ وہ اپنے گھروں میں ہفتہ وار اُسرہ کا اہتمام کریں۔ اُسرہ کے لیے ہم نے باقاعدہ نصاب بھی تیار کر رکھا ہے۔ اس میں قرآن کا تذکیری پہلو بھی شامل ہوتا ہے، احادیث کا مطالعہ بھی شامل ہوتا ہے۔ ڈاکٹر صاحبؒ کے بیانات بھی ہوتے ہیں۔ تنظیم اسلامی میں خواتین بیعت فارم کو پُر کر کے شامل ہوتی ہیں۔ اگر کسی محلے میں ان کی تعداد دو یا چار ہوجائے تو وہاں اُن کا بھی ایک اُسرہ قائم کر دیا جاتا ہے۔ لیکن ان تمام معاملات میں انتظامی امور کی نگرانی اور معاونت کی ذمہ داری محرم مرد شرعی تقاضوں کے مطابق ادا کرتے ہیں۔

**سوال:** مخلوط نظام تعلیم ہماری نسلوں کو تباہ کر رہا ہے، اس کا متبادل نظام کیا ہونا چاہیے، خاص طور پر بچیوں کو تعلیم کیسے دلوائی جائے۔ وضاحت فرمائیں؟ (محمد ظفر اقبال، لاہور)

**امیر تنظیم اسلامی:** سب سے پہلے تو ہمیں یہ طے کرنا چاہیے کہ لڑکیوں کا معاشرے میں رول کیا ہونا چاہیے اس کے بعد پھر یہ بھی طے ہوسکتا ہے کہ بچیوں کو کونسی تعلیم دی جائے۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ لڑکیاں مستقبل میں اچھی مائیں، بہنیں، بیٹیاں اور بیویاں اور ایک باوقار نسلوں کو پروان چڑھانے والی بنیں تو پھر ہمیں انہیں تعلیم بھی اسی لحاظ سے دینی چاہیے۔ کوئی خاتون چاہیے تو ڈاکٹر، انجینئر، پروفیسر بھی بن سکتی ہے، گائنالوجسٹ، ڈینٹسٹ بن سکتی ہے، کیونکہ خواتین کا علاج خواتین کو ہی کرنا چاہیے۔ مگر نظام تعلیم ایسا ہو کہ اس کی شرم و حیا اور عزت و وقار برقرار رہے، تعلیم میں دینی پہلو اہم ترین ہے، دینی فرائض کی ادائیگی کا بھی احساس ہو۔ مخلوط تعلیمی اداروں میں بچوں اور بچیوں کو بھیجنے سے ہر صورت میں گریز کریں۔ ایک حل یہ ہے کہ گھر پر اور باپردہ تعلیم و تربیت کی طرف جائیں۔ آج دنیا میں ہوم سکولنگ، آن لائن سکولنگ کا رجحان بڑھ رہا ہے، اوپن یونیورسٹیز موجود ہیں۔ آپ کالج اور یونیورسٹی لیول پر بھی پرائیویٹ ایجوکیشن میں جا سکتے ہیں۔ ایک مسئلہ یہ بھی ہے کہ تعلیمی اداروں میں لڑکیوں کا تناسب بڑھ رہا ہے۔ بعض اوقات تو 100 میں سے 90 لڑکیاں ہوتی ہیں۔ اگلا مسئلہ یہ ہوتا ہے کہ لڑکی اعلیٰ تعلیم یافتہ ہے لیکن اس کے ہم پلہ رشتہ نہیں مل رہا کیونکہ اعلیٰ تعلیم میں لڑکوں کا تناسب کم ہو رہا ہے۔ اس لیے ہمیں اب اپنے نظام تعلیم پر نظر ثانی کرنی چاہیے لیکن اس سے پہلے خواتین کا معاشرے میں رول طے کرنا ہوگا۔ اصل نکتہ یہ ہے کہ ان کی حیاء، عصمت اور وقار بحال رہے تا کہ باوقار نسلیں پروان چڑھیں اور ہماری اقدار بھی بحال رہیں۔

**سوال:** اگر ضرورت پڑے تو عورت شریعت کے دائرے میں رہ کر کام کر سکتی ہے؟

**امیر تنظیم اسلامی:** اسلامی معاشرے میں عورت اور مرد کے حقوق و فرائض طے شدہ ہیں۔ عورت کی کفالت کی ذمہ داری مرد پر عائد ہوتی ہے۔ باپ، بھائی، شوہر، بیٹے اس بات کے ذمہ دار ہوتے ہیں کہ وہ عورت کی کفالت کریں۔ اسلامی نظامِ حکومت میں یہ ذمہ داری ضرورت پڑنے پر ریاست پر عائد ہوتی ہے۔ البتہ اگر باپ، شوہر یا بھائی معذور ہو، کمانے والا کوئی نہ ہو تو شرعی حدود کے اندر رہتے ہوئے، باپردہ رہ کر کوئی جائز ذریعہ آمدن اختیار کر سکتی ہے۔ ❁❁❁

## دعائے مغفرت — اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ

☆ حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی، پشاور شہر کے بزرگ ملتزم رفیق محترم حاجی خدا بخش وفات پا گئے۔ مرحوم ملتزم رفقاء محترم بلال احمد اور محترم عمران احمد کے والد تھے۔

برائے تعزیت: 0301-5951501

☆ حلقہ کراچی، شمالی ناظم آباد کے ملتزم رفیق محترم یاسین چودھری وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0303-2994145

☆ حلقہ بہاول نگر، ہارون آباد شرقی کے رفیق محترم محمد خلیل کے والد محترم وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0331-3551515

☆ حلقہ کراچی شمالی، بلدیہ ٹاؤن کے ملتزم رفیق محترم سلیمان محمود کی اہلیہ وفات پا گئیں۔

برائے تعزیت: 0323-3203100

☆ حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی کی مقامی تنظیم مردان کے رفیق محترم ساجد علی کی خالہ وفات پا گئیں۔

برائے تعزیت: 0333-9322384

☆ مقامی تنظیم بہاول نگر کے ملتزم رفیق پروفیسر محترم پرویز شاہد کے ماموں وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0300-7580282

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبرِ جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغۡفِرۡلَھُمۡ وَارۡحَمۡھُمۡ وَاَدۡخِلۡھُمۡ فِیۡ رَحۡمَتِکَ وَحَاسِبۡھُمۡ حِسَابًا یَّسِیۡرًا

# اسلام سے محبت اور دشمنانِ اسلام سے نفرت ہمارے DNA میں شامل ہے، اسلام سے ہمارا تعلق جتنا مضبوط ہوگا اُتنا ہی اس خطے کے مسلمان مضبوط ہوں گے: خورشید انجم

# 14 اگست کا پیغام یہ ہے کہ نظریۂ پاکستان کو دوبارہ زندہ کیا جائے، تحریک پاکستان کے شہداء سے وفا کی جائے اور ملک میں اسلامی نظام کو نافذ کیا جائے: سراج الحق

## یومِ آزادی سپیشل

### پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ میں معروف تجزیہ نگاروں اور دانشوروں کا اظہارِ خیال

میزبان: آصف حمید

مرتب: محمد رفیق چودھری

**سوال:** پاکستان 78 سالوں میں جن حالات سے گزرا ہے، اس وجہ سے ہماری بہت سی اُمیدیں دم توڑ چکی ہیں، آج دنیا کے جو حالات ہیں اس تناظر میں آپ پاکستان کو مستقبل میں کہاں کھڑا ہوا دیکھتے ہیں؟

**سراج الحق:** اگرچہ منفی پہلو بیان کرنے والوں کی بھی کمی نہیں ہے لیکن ماضی کی نسبت پاکستان اب تیزی سے ترقی کررہا ہے۔ ہمیں مثبت پہلوؤں کو مدنظر رکھنا چاہیے۔ پاکستان، افغانستان اور ایران پر مشتمل اس خطہ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے خصوصی عنایت حاصل ہے۔ ان تینوں ممالک نے دنیا کی بڑی طاقتوں کو شکست دی ہے۔ افغانستان میں وہ نظام قائم ہے جو بذاتِ خود دنیا اور آخرت میں کامیابی کی علامت ہے۔ اگر آپ کے پاس قرآن وسنت ہے تو آپ کو دنیا کے اندھیروں سے نہیں ڈرنا چاہیے کیونکہ مشعل آپ کے ہاتھ میں ہے۔ گزشتہ صدی کے آغاز تک برطانیہ دنیا کی سب سے بڑی طاقت تھا جس کی حدود میں سورج غروب نہیں ہوتا تھا۔ 1919ء میں ان کی فوج جب افغانستان میں داخل ہوئی تو سوائے ایک سرجن ڈاکٹر کے کوئی زندہ واپس نہیں لوٹ سکا۔ گزشتہ صدی کے آخر میں روس کو بھی افغانستان میں شکست ہوئی، پھر موجودہ صدی کے آغاز میں امریکہ اپنے 46 اتحادیوں کے ساتھ افغانستان پر حملہ آور ہوا لیکن 20 برس بعد شکست کھا کر بھاگنا پڑا۔ اب اگر امریکہ، برطانیہ اور روس سپر طاقتیں ہیں تو ان کو شکست دینے والا پھر ان سے بھی بڑی طاقت ہے۔ اللہ تعالیٰ ایک مچھر سے ہاتھی مروا سکتا ہے۔ اسی طرح حالیہ پاک بھارت معرکہ میں مغربی دنیا بھارت کی پشت پر تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے پاکستان کو فتح عطا فرمائی۔ پھر اسرائیل کو زعم تھا کہ وہ امریکہ کے بغیر بھی ایران کو شکست دے سکتا ہے لیکن 5 دن بنکر میں چھپے رہنے کے بعد چھٹے دن نتین یاہو امریکہ کے پاؤں پڑ گیا کہ جنگ رکواؤ۔ لہٰذا ہم سمجھتے ہیں کہ اگر افغانستان، پاکستان اور ایران مل کر ایک اتحاد بنائیں تو انہیں نہ امریکہ کی مدد کی ضرورت پڑے گی، نہ چین کی اور نہ برطانیہ کی۔ اس لیے ہم امید کر سکتے ہیں کہ اس پورے خطے کا مستقبل روشن ہے۔

**سوال:** آخر ایسی کیا وجہ ہے کہ پاکستان دنیا کی آنکھوں میں کھٹکتا ہے؟

**خورشید انجم:** باقی تمام مسلم ممالک یا تو لسانی بنیادوں پر بنے ہیں یا جغرافیائی یا نسلی بنیادوں پر لیکن پاکستان واحد مسلم ملک ہے جو اسلام کی بنیاد پر بنا ہے۔ لہٰذا پاکستان کی بنیادوں میں اسلام شامل ہے۔ اسرائیل کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ ایک نظریاتی ملک ہے لیکن حقیقت میں وہ بھی نسلی بنیادوں پر بنا ہے اور اب تو اسرائیل کے آئین میں بھی اُسے نسلی ریاست ڈکلیئر کر دیا گیا ہے۔ صرف پاکستان ہی ایک نظریاتی ملک ہے۔ تحریک پاکستان کا مقبول ترین نعرہ ”پاکستان کا مطلب کیا: لا الٰہ الا اللہ“ تھا۔ بقول اقبال ؎

اپنی ملت پہ قیاس اقوامِ مغرب سے نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قومِ رسولِ ہاشمیؐ

ہندو اور انگریز کی شدید مخالفت کے باوجود یہ ملک بن گیا۔ ہم سمجھتے ہیں کہ پاکستان کا قیام اللہ تعالیٰ کے منصوبوں میں سے ایک منصوبہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رمضان کی 27 ویں شب کو یہ معرضِ وجود میں آیا۔ 1949ء میں قراردادِ مقاصد بھی منظور ہوگئی، اس کے بعد قانونی لحاظ سے بھی پاکستان ایک اسلامی ملک بن گیا۔ قانون میں یہ شق شامل کر دی گئی کہ یہاں قرآن وسنت کے خلاف کوئی قانون نہیں بنے گا۔ پھر تمام مکاتبِ فکر کے 31 جید علماء نے 22 نکات بھی پیش کر دیے جن کے مطابق تمام مکاتبِ فکر پاکستان میں نفاذِ اسلام کے فارمولے پر متفق ہو گئے۔ 1974ء میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دے کر اسلام کے دفاع کا اعزاز بھی پاکستان کو حاصل ہوا۔ پھر ہماری تمام تر کوتاہیوں اور کمزوریوں کے باوجود اللہ تعالیٰ نے پاکستان کو ایٹمی قوت بھی بنا دیا۔ اسی طرح پاکستان کے عوام میں اللہ کے دین اور اللہ کے رسول ﷺ سے محبت کا جذبہ بھی بھرا ہوا ہے۔ یہ ساری وہ چیزیں ہیں جو یہ ظاہر کرتی ہیں کہ پاکستان اللہ تعالیٰ کا منصوبہ ہے اور اس سے اللہ نے کچھ کام لینا ہے۔ واللہ اعلم!

**سوال:** آپ 10 سال تک جماعت اسلامی کے امیر رہے، پورے پاکستان میں جلسے، اجتماع اور تقاریر کیں، آپ کیا سمجھتے ہیں پاکستانی عوام کا جذبہ اور دین سے تعلق کس لیول پر ہے؟

**سراج الحق:** پاکستان کے عوام بہت مظلوم ہیں۔ اس لیے کہ مذہبی لیڈر، علمائے کرام، مشائخ عظام اس مظلوم قوم کو تقسیم در تقسیم کر رہے ہیں۔ جب کوئی مسلمان مسجد میں جاتا ہے تو اُس کو اُمتی نہیں بنایا جاتا بلکہ شیعہ، اہلِ حدیث، دیوبندی یا بریلوی بنانے کی کوشش کی جاتی ہے، بلکہ مسجد کے ماتھے پر لکھا ہوتا ہے کہ کون داخل ہو سکتا ہے، کون نہیں۔ ایک طرف اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ:

﴿اِنَّ هٰذِهٖۤ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً ۖ﴾ (الانبیاء:92)

”یقیناً یہ تمہاری اُمت ایک ہی اُمت ہے“

جبکہ دوسری طرف مذہبی لیڈر عوام کو اُمت بنانے کی بجائے فرقوں میں بانٹ رہے ہیں، سیاسی لیڈرز عوام کو یہ سبق پڑھاتے ہیں کہ آپ پاکستانی نہیں ہو بلکہ پنجابی، پشتون، سندھی، بلوچ، سرائیکی وغیرہ ہو۔ اب اگر سیاسی لیڈر اور مذہبی پیشوا ایک ہی پیج پر ہوں کہ امت کو تقسیم کرنا ہے، اسی طرح کوئی زبان کے نام پر، کوئی نسل کے نام پر، کوئی علاقہ کے نام پر عوام کو تقسیم کرے گا تو پھر ہم ایک

اُمت اور ایک قوم کیسے بن پائیں گے؟ یہی تو اسلام دشمن طاقتوں کا ایجنڈا تھا کہ مسلمانوں کو تقسیم در تقسیم کرتے چلے جاؤ اور اسی تقسیم نے خلافت سے اُمت کو محروم کر دیا۔ دوسری بنیادی چیز تعلیم ہے جو عوام کو ایک قوم بناتی ہے۔ لیکن لارڈ میکالے کے نظام تعلیم نے ہمیں طبقات میں تقسیم کر دیا۔ غریب کا بچہ مختلف سکول میں جاتا ہے اور مختلف نصاب پڑھتا ہے جبکہ امیروں کے بچوں کے لیے مختلف سکول اور نصاب ہیں۔ اسی طرح دینی تعلیم کے لیے بھی ہر فرقے نے اپنے اپنے مدارس کھولے ہوئے ہیں۔ سیاسی لحاظ سے بھی پاکستانی عوام مظلوم ہیں کیونکہ ان کی اکثریت اگر مزدور ہے تو اسمبلی میں اس کی نمائندگی کوئی ”سرمایہ دار“ کر رہا ہے، اگر اکثریت کسان اور کاشتکار ہے تو اس کی نمائندگی ”جاگیردار“ کر رہا ہے، اکثریت اگر مظلوم ہے تو اس کی نمائندگی کوئی ”ظالم“ کر رہا ہے۔ گویا فیصلے کی جگہ پر بھی عوام کی نمائندگی نہیں ہے۔ صرف دو فیصد اشرافیہ جس کے بارے میں ورلڈ بینک کی رپورٹ ہے کہ یہ ہر سال غریب پاکستانیوں کے 18 بلین ڈالر ہضم کر جاتے ہیں، پورے نظام اور وسائل پر قابض ہے۔ اس سارے ظلم کے باوجود بھی قوم پر بُرے دن آتے ہیں تو مظلوم عوام قربانی دیتے ہیں، فلسطین یا کشمیر کے حوالے سے آواز اُٹھانی ہو، چندہ دینا ہو، مظاہرے اور احتجاج کرنے ہوں تو یہی مظلوم طبقہ آگے آتا ہے۔ جبکہ اشرافیہ کا کام قوم کو صرف تقسیم کرنا ہے اور وسائل کا ناجائز استعمال کرنا ہے۔ پنجاب کا گورنر ہاؤس 700 کنال اراضی پر مشتمل ہے۔ آپ کا گورنر وائٹ ہاؤس سے بڑے گھر میں رہتا ہے۔ یہاں تک کہ سرگودھا میں آپ کا کمشنر ہاؤس 104 کنال اراضی پر مشتمل ہے۔ مری میں گورنر ہاؤس 19 ایکڑ، بلوچستان میں 122 ایکڑ، سندھ میں 32 ایکڑ پر مشتمل ہے۔ اتنے بڑے گورنر ہاؤس میں ہزاروں نوکر بھی رہتے ہیں اور گورنروں کی عیاشیوں سمیت تمام تر اخراجات غریب عوام اپنی جیب سے بھرتے ہیں۔ اس کے باوجود بھی اللہ کا کوئی معجزہ ہے کہ پاکستانی عوام زندہ ہیں۔ میرے نزدیک پاکستان کا قیام بھی معجزہ ہے اور اس کا قائم رہنا بھی اللہ کا معجزہ ہے۔ ورنہ ہمارے حکمرانوں، اسٹیبلشمنٹ، سیاستدانوں، بیوروکریسی اور دیگر اشرافیہ کے اعمال تو ایسے ہیں کہ پاکستان زیادہ دیر قائم نہ رہ سکے۔ اگر جنگ لگ جائے تو ہمارے پاس اتنے وسائل نہیں ہیں کہ 10 گھنٹے بھی مقابلہ کر سکیں لیکن اس کے باوجود اللہ تعالیٰ پاکستان کو دشمنوں پر فتح بھی دے رہا ہے۔ ایئر چیف نے بھی یہی بات کہی کہ یہ سب کچھ اللہ کر کے دکھاتا ہے کہ میں تمہاری پشت پر ہوں۔ اس لیے کہ اللہ نے کسی مقصد کے تحت پاکستان کو بنایا ہے۔

**سوال:** پاکستانی اشرافیہ، حکمرانوں اور مذہبی اور سیاسی لیڈروں نے عوام کو تقسیم کرنے کی پوری کوشش کی ہے مگر اس کے باوجود پاکستانی عوام خدمت خلق کے حوالے سے دنیا میں چوتھے نمبر پر ہے، اس کی کیا وجہ ہے؟

**خورشید انجم:** پاکستان کے عوام میں فطری طور پر اسلام اور وطن سے محبت پائی جاتی ہے۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ یہاں پر ہی مجدد الف ثانیؒ کی احیائی تحریک چلی، انگریزی نظام کے خلاف جنگ آزادی بھی لڑی گئی، مزاحمتی تحریکیں بھی چلیں، چاندنی چوک سے لے کر پشاور تک کوئی ایسا مقام نہیں تھا جہاں ہمارے علماء کی لاشیں درختوں سے نہیں لٹکائی گئی تھیں تحریک شہیدینؒ، تحریک ریشمی رومال اور تحریک خلافت بھی یہاں چلی ہیں، علامہ اقبال جیسی شخصیات نے یہاں جنم لیا ہے جن کے افکار سے ایرانی انقلاب کا بھی بڑا تعلق ہے۔ کسی بھی ملک کی آزادی کے لیے وہ نعرے نہیں لگے جو تحریک پاکستان کے نعرے تھے جیسے ”پاکستان کا مطلب کیا: لا الٰہ الا اللہ“ پھر ہجرت کے دوران بھی عوام نے بے مثال قربانیاں دی ہیں، پھر مولانا ابوالکلام آزادؒ، مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ اور ڈاکٹر اسرار احمدؒ جیسی شخصیات یہاں پیدا ہوئیں، یہ سب چیزیں ظاہر کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس خطے سے کچھ کام لینا چاہتا ہے۔ احادیث میں غزوۂ ہند کا بھی ذکر ہے، پھر یہ بھی ذکر ہے کہ خراسان سے اسلامی لشکر جائیں گے اور امام مہدی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ مل کر دجال کے لشکر کے خلاف لڑیں گے۔ گویا اسلام سے محبت ہمارے ڈی این اے میں شامل ہے۔ اسلام سے ہمارا تعلق جتنا مضبوط ہوگا اتنا ہی اس خطہ کے مسلمان مضبوط ہوں گے۔ ان شاء اللہ

> جس طرح سیاسی لیڈرز عوام کو پاکستانی بنانے کی بجائے پنجابی، پشتون، سندھی، بلوچی وغیرہ بناتے ہیں، اسی طرح مذہبی لیڈر عوام کو اُمتی بنانے کی بجائے شیعہ، سنی، وہابی اور بریلوی بنانے کو ترجیح دیتے ہیں۔

**سوال:** اسلام سے محبت اس خطہ کے مسلمانوں میں موجود ہے لیکن تقسیم در تقسیم کی وجہ سے یہ جذبہ ٹھیک جگہ پر استعمال نہیں ہو رہا، کس طرح اس تقسیم کو ختم کر کے اس جذبے کو صحیح راہ دکھائی جا سکتی ہے کہ ہم دوبارہ ایک اُمت اور بامقصد قوم بن جائیں؟

**سراج الحق:** پاکستان فوجوں اور ٹینکوں کی لڑائی کے نتیجے میں وجود میں نہیں آیا بلکہ مسلمانوں کی منظم تحریک کے نتیجے میں قائم ہوا ہے۔ آج بھی اس ملک کو آگے لے کر جانے کے لیے وہی جذبہ اور اتحاد درکار ہے اور وہ جذبہ لا الٰہ الا اللہ کی وجہ سے تھا۔ صرف اسی خاطر ہم ہندوستان سے الگ ہوئے، اپنے گھر بار اور کاروبار چھوڑے۔ آج بھی اگر ہم ناقابل تسخیر بن سکتے ہیں تو سونا چاندی کی وجہ سے نہیں، وہ تو عربوں کے پاس بھی ہے، ان کے باتھ روم بھی سونے اور چاندی کے، جہاز بھی سونے اور چاندی کے ہیں، لیکن کفار پر کوئی رعب نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج بھی مسلمانوں کے لیے دنیا میں آگے بڑھنے کے لیے یہی راستہ ہے کہ وہ اسلام سے جڑ جائیں۔ آج بھی اگر پاکستانی حکومت نفاذ اسلام کی طرف بڑھے تو پاکستانی عوام ایک وقت کا کھانا کھانے کو بھی تیار ہوں گے لیکن حکومت کا ساتھ دیں گے۔ جس طرح 1947ء سے پہلے لا الٰہ الا اللہ کے نعرے نے شیعہ، سنی، وہابی، بریلوی کی تقسیم ختم کر کے ہمیں ایک قوم بنایا تھا اسی طرح اس کلمہ کے نفاذ سے آج بھی ہم ایک متحد و منظم قوم بن سکتے ہیں۔

**سوال:** اس حوالے سے عوام میں شعور کیسے پیدا کیا جائے کہ اسلام سے تعلق ہی ہمارے دوبارہ عروج کی وجہ بن سکتا ہے؟

**خورشید انجم:** عوام نے تو تحریک پاکستان کا ساتھ بھی اسی وجہ سے دیا تھا کہ پاکستان قائم ہوگا تو یہاں دین کا نفاذ ہوگا، حریت، اخوت اور مساوات کا نظام ہوگا، قائداعظم اور علامہ اقبال کے بیانات میں بار بار یہی نظریہ اور ہدف دہرایا گیا۔ قائداعظم سے پوچھا گیا کہ پاکستان کا آئین کیا ہوگا؟ فرمایا ہمارا آئین آج سے 13 سو سال پہلے طے ہو چکا ہے۔ اسی مقصد کے لیے عوام نے اتنی قربانیاں دیں لیکن بعد میں ہماری سول اور فوجی حکومتوں نے عوام کو ان کی اصل منزل سے دور کر دیا جس کی وجہ سے عوام میں مایوسی اور اضطراب ہے۔ اگر حکمران اشرافیہ اصل مقصد کو بھول کر عیاشیوں اور وسائل پر قبضے میں مصروف ہوگی تو عوام بھی سوچیں گے کہ ہمارا کیا قصور ہے۔ اسی طرح دینی جماعتیں بھی اپنے اپنے مسلک کی فکر میں ہیں۔ ایک دوسرے کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے۔ اس تقسیم و تفریق اور مایوسی کو ختم کرنے کے لیے ضروری ہے کہ ہم دوبارہ اپنے اجتماعی اور مشترک مقصد کی طرف آئیں، آئین میں شامل غیر شرعی شقوں اور چور دروازوں کو ختم کریں، سودی نظام کو ختم کیا جائے اور عوام کو ان کے حقوق دیے جائیں۔

**سوال:** اس ملک میں دیانت دار، اہل اور خوددار قیادت کو اوپر نہیں آنے دیا جاتا۔ جو نظام چل رہا ہے، صرف اسی

کو دھکا دینے والے لوگ مطلوب ہوتے ہیں، کیا آپ میری اس بات سے اتفاق کریں گے؟

**سراج الحق:** جنگِ عظیم کے بعد برطانیہ، فرانس، اٹلی وغیرہ کی افواج اسلامی علاقوں سے نکل گئیں لیکن اپنے پیچھے اپنے نمائندے چھوڑ گئیں، کہیں شیوخ کی صورت میں، کہیں جرنیلوں کی صورت میں، کہیں سیاستدانوں کی صورت میں۔ بنیادی تھیوری یہی ہے کہ ہم پر آج بھی وہی قوتیں بالواسطہ طور پر حکمران رہیں۔ یہ انگریز کا بہت کامیاب تجربہ تھا کہ ہر ملک میں اپنے لوگوں کو مسلط کرو، ان کے ذریعے اپنے ورلڈ آرڈر کو نافذ کرو۔ پاکستان کے حوالے سے بھی انگریز کی یہی کوشش ہے کہ یہاں کوئی ایسی قیادت نہ آجائے جو مغربی نظام کی بجائے، اسلامی نظام کی بات کرے یا تقسیم در تقسیم کی بجائے وحدت اُمت کی علمبردار ہو۔ استعمار کی اس کوشش کے پیچھے، ان کے منصوبے ہیں، ورلڈ بینک اور آئی ایم ایف ہے، تھنک ٹینک اور عالمی میڈیا ہے، ملٹی نیشنل کمپنیاں اور تعلیمی ادارے ہیں، اس وجہ سے وہ کامیاب ہیں۔ آج بھی وہ ہماری اشرافیہ کے بچوں کو مغرب میں تعلیم دلوا رہے ہیں اور ان کو تیار کر کے دوبارہ ہم پر مسلط کر دیتے ہیں اور وہ مسلم ممالک میں آکر مغرب کا ہی ایجنڈا نافذ کرتے ہیں، متحدہ عرب امارات میں مندر بنوائیں گے، اس کا افتتاح مودی سے کروائیں گے، غیر شرعی قانون سازیاں کروائیں گے، سود اور کفر کا نظام لائیں گے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حکم دیا تھا:

﴿اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا ۙ﴾ (النساء:58) ”اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں اہل امانت کے سپرد کرو۔“

جب مغرب سے ذہن سازی کر کے لوگ ہم پر مسلط کیے جائیں گے تو وہ اُمت کی خواہشات اور توقعات پر کیوں کر پورا اُتریں گے اور کیوں اُمت کا بھلا چاہیں گے۔ تبدیلی کے لیے ضروری ہے کہ عوام صحیح لوگوں کا انتخاب کریں۔

**سوال:** عوام میں شعور کو بیدار کرنے کے لیے کونسے ذرائع استعمال کیے جاسکتے ہیں، کیا دروس قرآن کے ذریعے یہ مقاصد حاصل کیے جاسکتے ہیں؟

**خورشید انجم:** قرآن مجید کتابِ انقلاب ہے، یہی وہ کتاب ہے جس نے عرب کے صحرانشینوں کو وہ شعور دیا کہ وہ دنیا کے حکمران اور امام بن گئے۔ قرآن سے شعور حاصل کر کے اس اُمت نے عروج حاصل کیا اور قرآن سے دوری کی وجہ سے ہی اُمت زوال کا شکار ہوئی۔ شیخ الہندؒ نے فرمایا: میں نے مالٹا میں اسیری کے دوران اُمت کے زوال پر جتنا غور وفکر کیا، میرے سامنے دو بنیادی اسباب آئے، ایک تفرقہ اور دوسرا قرآن سے دوری۔ میں نے فیصلہ کیا کہ اگر اللہ نے مجھے رہائی دلوائی تو میں عوامی دروس قرآن کا سلسلہ شروع کروں گا۔ قرآن میں اللہ فرماتا ہے:

﴿وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ﴾ (آل عمران:103)
”اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو۔“

قرآن اللہ کی رسی ہے۔ جب مسلمان اس رسی کو تھام لیں گے تو فرقہ پرستی بھی ختم ہوجائے گی، قرآن کی تعلیم کے اثرات بھی ظاہر ہوں گے اور اُمت اپنے اصل ہدف اور مشن کی طرف واپس آئے گی اور دوبارہ عروج حاصل کرے گی۔

**سوال:** آخری زمانے کے حوالے سے احادیث میں بشارت ہے کہ کل روئے ارضی پر اسلام غالب ہوگا۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ حضورﷺ نے فرمایا کہ مجھے مشرق سے ٹھنڈی ہوا آتی ہوئی محسوس ہوتی ہے۔ پھر خراسان کے حوالے سے احادیث ہیں کہ اسلامی لشکر یہاں سے نکلیں گے اور دجال کے خلاف لڑیں گے۔ اس تناظر میں دیکھا جائے تو اس خطہ میں دینی اور تحریکی سرگرمیاں ہمیں نظر آتی ہیں، جبکہ باقی پورا عالم اسلام خاموش ہے، مستقبل کے اس منظرنامے میں پاکستان کا کیا کردار ہوسکتا ہے؟

**سراج الحق:** اگر حقیقت میں دیکھا جائے تو پاکستان ایک نظریہ کا نام ہے، جغرافیہ کا نہیں۔ وہ نظریہ یہی ہے کہ اللہ کے دین کا غلبہ ہو، خلافت کا نظام ہو۔ یہ محض اتفاق نہیں کہ مولانا ابوالکلام آزادؒ، مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ، ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے غلبہ دین کی جدوجہد کی تحریکیں یہاں سے شروع کیں۔ اقبال نے فرمایا:

کھول آنکھ زمیں دیکھ فلک دیکھ فضا دیکھ
مشرق سے اُبھرتے ہوئے سورج کو ذرا دیکھ

یہ نظام کا سورج ہے جو مشرق سے طلوع ہورہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس خطے کو ان معدنی ذخائر سے نواز ہے جو مستقبل میں دنیا کی ضرورت ہیں۔ افغان وزیر خارجہ سے گزشتہ دنوں اسلام آباد میں ملاقات ہوئی، انہوں نے کہا کہ ہمارے پاس اتنے معدنی وسائل ہیں کہ اگر پوری دنیا بھی افغانستان کو تسلیم نہ کرے تو ہمیں کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ حالیہ دنوں میں ٹرمپ نے پاکستان کے معدنی وسائل کا بھی ذکر کیا ہے۔ سب سے اہم یہ کہ اس خطے میں جذبہ جہاد اور جذبہ حریت بھی ہے۔ عرب ممالک میں تو آپ کھل کر فلسطین کے لیے دعا بھی نہیں کرسکتے۔ وہاں امریکی اڈے موجود ہیں اور حکمران ان کے تابع ہیں۔ لہٰذا اس خطے پر اللہ تعالیٰ کی خصوصی نظر ہے۔ یہیں سے وہ لشکر نکلے گا جو یروشلم میں جاکر جھنڈے گاڑے گا اور اللہ تعالیٰ اس کو فتح عطا کرے گا۔ یہ اللہ کا منصوبہ ہے، ہم نے یہ کرنا ہے کہ اس لشکر کا اہل بننے کے لیے خود کو اللہ کے دین سے جوڑنا ہے۔

**سوال:** 14 اگست کو پاکستانی قوم جشن آزادی مناتی ہے، اس موقع پر آپ قوم کو کیا پیغام دیں گے؟

**سراج الحق:** 14 اگست کا پیغام یہ ہے کہ نظریۂ پاکستان کو دوبارہ زندہ کیا جائے، تحریک پاکستان کے شہداء سے وفا کی جائے اور ملک میں اسلامی نظام کو نافذ کیا جائے۔

**خورشید انجم:** اقبال نے جیسے کہا تھا کہ ع

اپنی خودی پہچان او غافل افغان

اسی طرح ہم کہتے ہیں کہ اہل پاکستان اپنی خودی کو پہچانیں کہ اللہ نے ان کو یہ وطن کس مقصد کے لیے عطا کیا تھا؟ جس طرح اس اُمت کو اللہ نے چنا ہے: ﴿هُوَ اجْتَبٰىكُمْ﴾ (الحج:78) ”اُس نے تمہیں چُن لیا ہے۔“

اسی طرح اہل پاکستان کو بھی اللہ نے اس کام کے لیے چنا ہے کہ وہ یہاں اللہ کے دین کو غالب و نافذ کریں۔ لہٰذا پاکستان ایک چنیدہ ملک ہے، اس کی قدر کریں اور جس مقصد کے لیے چنا گیا ہے اس مقصد کے ساتھ خود کو جوڑنے کی کوشش کریں۔ ظاہر ہے کہ سب سے پہلے تو میری ذات ہی ہے، خود کو اسلام کے سانچے میں ڈھالیں اور اس کے بعد اجتماعی سطح پر اسلام کے غلبہ کی جدوجہد میں حصہ لیں۔ اُسوہ رسولﷺ میں ہمارے لیے سب سے بڑا درس یہی ہے۔ اس اُسوہ کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھالیں گے تو دنیا و آخرت میں کامیاب ہوں گے۔ ان شاء اللہ! ۞

قارئین پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جاسکتی ہے۔

## پروگرام کے شرکاء کا تعارف

1۔ خورشید انجم: مرکزی ناظم شعبہ تعلیم و تربیت تنظیم اسلامی پاکستان

2۔ سراج الحق: سابق امیر جماعت اسلامی پاکستان

میزبان: آصف حمید: مرکزی ناظم شعبہ سمع و بصر اور سوشل میڈیا تنظیم اسلامی پاکستان

## اعتذار:

شمارہ 30 میں شریک گفتگو محترم توصیف احمد خان سے ایک سوال کے جواب میں اُنہوں نے آسٹریلیا میں 3 لاکھ لوگوں کے مظاہرہ کا تذکرہ کیا تھا جسے تحریر میں لاتے ہوئے 30 لاکھ لکھ دیا گیا۔ ادارہ اس پر معذرت خواہ ہے۔

# میں رب کی رضا پر راضی

ام عبداللہ

اسلام کا سورج عورت کے لیے رحمت بن کر طلوع ہوا۔ جس قدر پستی اور ذلت کا شکار دورِ جاہلیت میں عورت کا مقدر تھا، اسلام نے اُسی قدر عورت کے مقام کو عزت اور احترام بخشا۔ اسلام کی تاریخ اُن مقدس امہات المومنینؓ اور صحابیاتؓ کے ناموں سے روشن ہے جن کے ذکر پر آج کی ایک لبرل خاتون کو بھی نہ چاہتے ہوئے احترام کا مظاہرہ کرنا پڑتا ہے۔ میرا کالم انہی لبرل اور so-called روشن خیال خواتین کے لیے ہے جنہیں اپنی بے حیائی کا کھلے عام مظاہرہ کرنے کے لیے ”میرا جسم، میری مرضی“ جیسے غلیظ نعروں کا سہارا لینا پڑ رہا ہے۔ یہ وہ چند Human Rights Activists یا لبرل سوچ رکھنے والی خواتین کا مختصر سا ٹولہ ہے جو اپنی سوچ کو پورے ملک کی خواتین کی سوچ بنا کر پیش کرنے میں جُتا ہوا ہے۔ ایسی ہی سوچ رکھنے والے لوگوں کے متعلق اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ قرآن میں فرماتے ہیں:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۙ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝١٩﴾ (النور) ”بے شک جو لوگ چاہتے ہیں کہ اہلِ ایمان میں بے حیائی کا چرچا ہو اُن کے لیے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے۔ اور اللہ خوب جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔“

سوچنے کی بات یہ ہے کہ کیا انسان یوں ہی پیدا ہو گیا تھا؟ نہیں۔ کیا میں اپنی مرضی سے عورت پیدا ہو گئی تھی؟ نہیں۔ تو ظاہر ہے جب مجھے پیدا کرنے والا میرا رب ہے اور اُسی نے مجھے عورت پیدا کیا تھا تو وہی جانتا بھی ہے کہ بحیثیت عورت میرے کیا فرائض ہیں، میرے رب کو مجھ سے کیا مطلوب ہے، اُس ذات سے بہتر کون بتا سکتا ہے۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ۝٣٦﴾ (الاحزاب) ”اور کسی مؤمن مرد اور مؤمن عورت کے لیے روا نہیں کہ جب اللہ اور اُس کا رسول (ﷺ) کسی معاملے کا فیصلہ کر دیں تو (پھر بھی انہیں یہ خیال ہو کہ) ان کے لیے اپنے اس معاملے میں کوئی اختیار باقی ہے۔ اور جو کوئی اللہ اور اُس کے رسولؐ کی نافرمانی کرے تو وہ صریح گمراہی میں پڑ گیا۔“

مرد سے برابری کا نعرہ بلند کرنے والیوں سے آج میرا یہ سوال ہے کہ کیا مسلمان عورت گھر کا سکون اور راحت چھوڑ کر چوکیدار، مالی، مزدور، کسان، ٹرک ڈرائیور، مکینک بننے کو تیار ہے؟ انہیں تو سب سے پہلے Ladies First اور ہر جگہ عورتوں کی علیحدہ سیٹوں اور لائینوں کے خلاف آواز بلند کرنی چاہیے۔ ہمارے رب نے ہمیں گھر کا دائرہ عطا فرمایا ہے جہاں ہم اپنی ذمہ داریاں بھی ادا کرتی ہیں، ہماری حکمرانی بھی چلتی ہے اور ہمارے شوہر بھی ہم سے محبت کرتے ہیں۔ ہم تو الحمدللہ رب کی رضا پر راضی ہیں۔ اپنی انہی ذمہ داریوں کو ادا کرنے کے بدلے اُس نے ہم سے جنت کا وعدہ فرمایا ہے۔

ہمارے لیے حیا اور وفا کی سب سے خوبصورت امثال امہات المومنین اور صحابیات رضی اللہ عنہن کی سیرت میں ہیں۔ وہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا اپنے محبوب شوہر کے لیے غارِ حرا پر کھانا لے جانا اور اسلام کے آغاز میں ساتھ دینا، شعب ابی طالب میں فاقے کر کے قربانی دینا۔ وہ امی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا اپنے شوہر کے مشن میں ساتھ دینا اور فاقوں کی بھی پروا نہ کرنا۔ وہ حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کا حیا کا پیکر ہونا اور یہ بیان کرنا کہ عورت کی سب سے بہترین خوبی یہ ہے کہ نہ کوئی غیر مرد اسے دیکھے اور نہ وہ کسی غیر مرد کو دیکھے۔ ہمارے رب نے ہمارے لیے دین اسلام میں اتنی اعلیٰ سیرت و اخلاق کی پیکر خواتین کی سیرتیں عطا کی ہیں۔ لیکن آج میڈیا اور لبرل زدہ لوگوں کی سوچ نے ہمیں دین سے دور کر دیا ہے۔

حیا کا تعلق تو درحقیقت آخرت پر ایمان سے ہے۔ اگر ہمیں دنیا کے فانی ہونے اور آخرت میں اپنی ذمہ داریوں کی بازگشت کا یقین کامل نہیں تو ظاہر ہے کہ پھر ہم جو چاہیں کریں۔ اس لیے ہم مسلمان خواتین کو اپنا جائزہ لینا چاہیے کہ ہم بحیثیت بیٹی اپنے والدین اور ساس سسر (کیونکہ وہ بھی ہمارے والدین ہیں)، بحیثیت بیوی اپنے شوہر اور بحیثیت ماں اپنی اولاد کے حقوق ادا کر رہی ہیں۔ میرا ماننا ہے کہ اگر ہم اپنے حقوق کی کم پرواہ کرتے ہوئے اپنی ذمہ داریوں پر زیادہ توجہ دیں گے اور انہیں بخوبی انجام دیں گے تو یقیناً اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ بھی اسی قدر بلکہ اس سے بڑھ کر ہمیں اجر میں ہمارا حق دیں گے۔

لہٰذا میری اپنی بہنوں اور خصوصاً اپنی بچیوں سے درخواست ہے کہ خدارا اس میڈیا اور کالجز یونیورسٹیز میں Brain Washing Propagandas سے اپنے ذہنوں اور اپنے آپ کو دور رکھیں۔ اور اپنے رب کے عطا کردہ ہدایت نامہ یعنی قرآن کا فہم حاصل کریں اور اُن پاکباز، اعلیٰ صفات کی حامل نیک خواتین کی سیرت کا مطالعہ کیجیے جن کو اللہ نے اس جہاں کی تمام عورتوں کی تربیت کے لیے چنا اور فضیلت عطا کی۔ شاید! اسی طرح ہم کسی قدر اپنی آئندہ آنے والی نسلوں کو دجال کے فتنوں کا مقابلہ کرنے کے قابل بنا سکیں۔

❁❁❁


## ضرورت رشتہ

☆ بیرون ملک مقیم، ٹیچنگ کے شعبے سے منسلک مرد، عمر 55 سال، تعلیم بی ایڈ (آنرز)، PGCE، کو عقدِ ثانی کے لیے صوم وصلوٰۃ کی پابند، تعلیم یافتہ اور گھریلو امور کی ماہر خاتون کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 03458401140

اشتہار دینے والے حضرات نوٹ کرلیں کہ ادارہ ہذا صرف اطلاعاتی رول ادا کرے گا اور رشتہ کے حوالے سے کسی قسم کی ذمہ داری قبول نہیں کرے گا۔

# کیا ہم آزاد ہیں؟

اویس اشرف، سعودی عرب

اس بار ہم وطنوں نے 78 واں یومِ آزادی منایا اور ہمیشہ کی طرح اس سال بھی جشنِ آزادی ملک بھر میں جوش و خروش سے منایا گیا۔ ہر عمر کے افراد، بچوں، بوڑھوں اور جوانوں نے، اپنے اپنے طریقے سے وطن سے محبت کا اظہار کیا۔ اس موقع پر ملک بھر کے اسکولوں، کالجوں اور دیگر اداروں میں خصوصی تقریبات منعقد ہوتی ہیں۔

لیکن موجودہ ملکی و عالمی حالات کے پیشِ نظر یہ سوال اُٹھتا ہے کہ کیا ہم واقعی آزاد ہیں؟ یہ سوال شاید کچھ لوگوں کے لیے حیرت کا باعث ہو، مگر حقیقت یہ ہے کہ آج کے نوجوانوں کے ذہنوں میں بار بار یہ سوال اُبھرتا ہے۔ اس سوال کا جواب تلاش کرنے کے لیے ہمیں آزادی کے حقیقی معنی سمجھنے کی ضرورت ہے۔

آزادی ایک عظیم نعمت ہے، جس کا مطلب ہے کہ کوئی قوم یا ملک خودمختار ہو، اپنے فیصلے خود کرنے کا حق رکھتی ہو اور اپنے مستقبل کے تعین کی مجاز ہو (کسی مسلمان ملک میں اللہ اور رسولؐ کے احکامات کے تابع رہ کر)۔ آزادی وہ نعمت ہے جس کے ذریعے قومیں اپنی شناخت اور وقار کو برقرار رکھ سکتی ہیں۔ یہ قوموں کے لیے سب سے قیمتی سرمایہ ہے، جو انھیں اپنی مرضی کے مطابق زندگی گزارنے، اپنی ثقافت، روایات اور مذہب کی حفاظت کرنے اور اپنی سیاسی، معاشرتی اور معاشی پالیسیاں خودمختار طور پر ترتیب دینے کا موقع فراہم کرتی ہے۔

آزادی کے معنی اور مفہوم کو سمجھنے کے بعد یہ سوالات ذہن میں آتے ہیں کہ کیا ہم واقعی خودمختار ہیں؟ کیا ہم اپنے فیصلے خود لے سکتے ہیں؟ افسوس کی بات یہ ہے کہ آج کے دور میں ہمارے بہت سے فیصلے بیرونی مداخلت کی وجہ سے متاثر ہوتے ہیں۔ آئی ایم ایف جیسے عالمی اداروں کے دباؤ پر بجٹ میں اشیاء کی قیمتیں طے کی جاتی ہیں اور ہماری معیشت پر بیرونی اثرات بری طرح سے اثر انداز ہو رہے ہیں۔

ہمیں اپنے اندر خودی پیدا کر کے اپنے اور اپنے وسائل پر انحصار کرنا چاہیے۔ جو خودی کو پالیتے ہیں ان کی نظروں میں دنیا اور سامانِ دنیا کوئی اہمیت نہیں رکھتے۔ بندوں کے سامنے کسی غرض کی خاطر جھکنے کو وہ خودی کی موت سمجھتے ہیں۔

مرا طریق امیری نہیں، فقیری ہے
خودی نہ بیچ غریبی میں نام پیدا کر
خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے
بے خودی لے گئی کہاں ہم کو
دیر سے انتظار ہے اپنا

کیا ہم اپنے مستقبل کا تعین کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں؟ کسی بھی قوم کا مستقبل اس کے نوجوان ہوتے ہیں اور ان کی تعلیم اور روزگار کے مواقع قومی ترقی کا ضامن ہوتے ہیں، مگر پاکستان میں ہر سال ہزاروں نوجوان بہتر مواقع کی تلاش میں ملک سے باہر جانے پر مجبور ہیں۔ حکومت کی ترجیحات میں نوجوانوں کے لیے مناسب تعلیم اور روزگار کے مواقع پیدا کرنا کوئی مشکل کام نہیں، لیکن ہماری مقتدرہ کی ترجیحات میں یہ چیز سرے سے شامل ہی نہیں۔ بلکہ ہماری مقتدرہ کی ترجیحات میں، قومی ضروریات اور مقاصد کی تکمیل کے لیے کام کرنا نہیں ہے۔

آزادی کا مطلب صرف بیرونی طاقتوں کی مخالفت نہیں ہے، بلکہ اس کا مطلب اپنے عوام کے ساتھ عدل و انصاف کا سلوک کرنا بھی ہے۔ اگر حکومت اپنے ہی ملک کے لوگوں کے حقوق پامال کرے، ان کے ساتھ ظلم و زیادتی کرے، تو یہ بھی آزادی کے اصولوں کے خلاف ہے۔ ایک آزاد قوم کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ اپنے شہریوں کو بنیادی ضروریات جیسے کہ صحت، تعلیم، روزگار، رہائش اور تحفظ کی سہولیات فراہم کرے۔

آزادی صرف ایک دن منالینے کا نام نہیں ہے، بلکہ اس کی حفاظت اور اس کے اصولوں پر عمل کرنے کا نام ہے۔ ہمیں اپنی خودمختاری برقرار رکھنے، بیرونی مداخلت سے بچنے، اپنے لوگوں کے ساتھ انصاف کرنے، اور انھیں بنیادی ضروریات فراہم کرنے کی کوشش کرنی چاہیے، تاکہ ہم ایک مضبوط، خوش حال اور واقعی آزاد قوم بن سکیں۔

آئیں! اور سوچیں کہ حقیقی آزادی کے حصول اور نظامِ ظلم کو ختم کرنے کے لیے ہمیں کیا کرنے کی ضرورت ہے۔ اور اس آزادی کو حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ تاکہ آئندہ اس دن کو حقیقی معنوں میں منایا جاسکے۔

خودی کی جلوتوں میں مصطفائی
خودی کی خلوتوں میں کبریائی
زمین و آسماں و کرسی و عرش
خودی کی زد میں ہے ساری خدائی

## امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

**(07 تا 13 اگست 2025ء)**

❁ **جمعرات 07 اگست:** مرکزی اسرہ کے اجلاس کی آن لائن صدارت کی۔

❁ **جمعۃ المبارک 08 اگست:** خطابِ جمعہ (تقریر) مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی ڈیفنس، کراچی میں ارشاد فرمایا۔

❁ **ہفتہ 09 اگست:** صبح کراچی سے اسلام آباد روانگی ہوئی۔ قرآن کمپلیکس پیہونٹ میں جاری، مدرسین ریفریش کورس کی ایک کلاس میں جزوی شرکت کی۔ نیز کورس کے شرکاء کے لئے معین تین کلاسز میں دورۂ ترجمۂ قرآن اور خلاصہ مضامین قرآن کے حوالہ سے ہدایات کا مطالعہ کرایا، تذکیری گفتگو کی، نیز شرکاء کے سوالات کے جوابات بھی دیئے۔ مزید براں، اسی دوران میں شمالی پاکستان کے ذمہ داران اور مرکزی شعبہ تعلیم و تربیت کے موجود معاونین کے ساتھ ''متفقہ ترجمۂ قرآن'' کے حوالہ سے گفتگو ہوئی۔

❁ **اتوار 10 اگست:** دن کو اسلام آباد سے کراچی روانگی ہوئی۔

❁ **پیر 11 اگست:** دن کو مرکزی عاملہ کے ایک خصوصی آن لائن اجلاس کی صدارت کی جس میں حالاتِ حاضرہ اور ''متفقہ ترجمہ قرآن'' کے حوالہ سے پیش آنے والے معاملات کے ضمن میں مشاورت ہوئی۔

❁ **منگل 12 اگست:** ''متفقہ ترجمہ قرآن'' کے حوالہ سے چند علماء کرام سے رابطہ اور مشاورت ہوئی۔

❁ **بدھ 13 اگست:** دن کو مرکزی عاملہ کے ایک خصوصی آن لائن اجلاس کی صدارت کی، جس میں باجوڑ اور دیگر علاقوں کی صورتحال، ان علاقوں کے رفقاء کے حوالہ سے گفتگو، نیز مرکز کی طرف سے رہنمائی اور معاونت کے تعلق سے مشاورت ہوئی۔

**معمول کی سرگرمیاں:** نائب امیر صاحب سے مستقل آن لائن رابطہ رہا اور دیگر تنظیمی امور انجام دیے۔ ''متفقہ ترجمہ قرآن'' کے حوالہ سے بھی ذمہ داریاں انجام دیں۔ معمول کی ریکارڈنگز کا اہتمام بھی ہوا۔

# غزہ ہمارے لیے نیٹ فلیکس سیزن ہے!

وسعت اللہ خان

لگاتار بمباری، قتلِ عام، انسانی استعمال کی ہر شے بلڈوز کرنے کا مشن ہو یا بھوک برسانے کا عمل۔ مقصد ایک ہی ہے۔ غزہ کی ہمت کی کمر توڑنا۔ تاکہ غزہ مر جائے یا خالی ہو جائے۔ مگر جو کام اکیس ماہ میں پچاسی ہزار ٹن بارود برسانے سے حاصل نہیں ہو سکا اب اسے زمانہ قدیم سے چلے آ رہے جنگی ہتھکنڈے سے حاصل کرنے کی کوشش ہو رہی ہے۔

یعنی محاصرے کے ذریعے پوری آبادی کو بھوکا مار دیا جائے اور بچے کھچوں کو رفاہ میں تیزی سے تعمیر ہونے والے کنسنٹریشن کیمپ کی خاردار تاروں کے پیچھے دھکیل دیا جائے اور گلوخلاصی کی ایک ہی شرط رکھی جائے یا تو سرحد پار صحرا سینا سمیت جہاں چاہے کوچ کر جاؤ یا پھر اسی کیمپ میں بھوکے پیاسے ایڑیاں رگڑ رگڑ کے مر جاؤ۔ پیچھے جانے کا کوئی فائدہ نہیں۔ کیونکہ جہاں تمہارا گھر، اسکول، اسپتال، کھیت ہوا کرتا تھا۔ وہاں مشینی ہل چلا دیا گیا ہے۔ واپس جانے کے لیے زور زبردستی کرو گے تو گولیوں اور بموں سے بھون دیئے جاؤ گے۔

وحشیانہ طاقت نے بظاہر غزہ کا معاشرہ اور معاشرت تتر بتر اور مسخ کر دیئے ہیں۔ جیتے جاگتے آدم نیم انسانوں میں بدل دیئے گئے ہیں۔ زندوں کی کوئی شناخت اگر باقی ہے تو بس ان کے دل میں۔ سوا سے بھی موت اور جبری نقل مکانی کے ہتھیار سے کھرچنے کی لگاتار کوشش ہو رہی ہے۔ سب کے سب بھوکے اور پیاسے ہیں۔ جو زخمی ہے وہ بھی، جو اس زخمی کو کسی کھنڈر نما اسپتال لے جانے کی کوشش کر رہا ہے وہ بھی، جو نرس یا ڈاکٹر اس زخمی کو بچانے کی سرتوڑ جدوجہد میں ہے وہ بھی، جو اس زخمی کے مرنے کے بعد کفن سی رہا ہے وہ بھی، جو میت کو غسل دے رہا ہے وہ بھی، جو اسے قبر میں اتار رہا ہے وہ بھی، جو قبر پر سر رکھ کے رونا چاہ رہا ہے وہ بھی، جو بیرونی دنیا کو یہ خبر دینا چاہتا ہے وہ بھی۔

غرض سب کے سب بھوکے، پیاسے، بیمار، بے در و دیوار تیس ضرب بارہ کلومیٹر کے انسانی جہنم میں گول گول محوِ سفر یہ سوچ رہے ہیں کہ جو مر گئے وہ کتنے خوش قسمت نکلے۔

اور ایک ہم ہیں جو ان سب کو مذمتی مشکیزے میں بھرا آبِ ندامت تک پہنچانے سے قاصر ہیں۔ ایک وہ ہیں جو موت سے مسلسل پنجہ آزما ہیں۔ ایک ہم ہیں کہ زندہ ہونے کے وہم میں مبتلا ہیں۔

نفسا نفسی اس سطح تک گر چکی ہے کہ صحافتی تنظیمیں قاتل سے درخواست کر رہی ہیں کہ کم از کم ہمارے پیغام رسانوں کو تو زندہ رہنے دے۔ امدادی ایجنسیاں گڑگڑا رہی ہیں کہ ہمارے کارکنوں کو تو بخش دو، طبی تنظیمیں ہاتھ باندھے کھڑی ہیں کہ ڈاکٹروں اور پیرامیڈیکس کو تو کام کرنے دو۔ حماس کی قید میں زندہ رہ رہے اسرائیلی یرغمالیوں کے رشتے دار صرف اس لیے نیتن یاہو پر طیش میں ہیں کہ ساٹھ ہزار لوگ مارنے اور غزہ کی اینٹ سے اینٹ بجا دینے کے باوجود ہمارے یرغمالی پیارے کہاں ہیں۔ ہمیں بس وہ واپس کروا دو۔ اس کے بعد بھلے لاکھوں انسانوں کو مار ڈالو۔ قسم کھاتے ہیں کہ اس احسان کے بدلے تمہارا ہاتھ نہیں روکیں گے۔

اہلِ مغرب اور ان کے مقامی حواریوں کا ٹوپی ڈراما الگ چل رہا ہے۔ کوئی یہ الٹی میٹم نہیں دے رہا کہ اگر کل تک تم نے خوراک کی ترسیل کے راستے نہ کھولے تو پھر ہم بین الاقوامی طاقت استعمال کرتے ہوئے انھیں خود کھولیں گے۔ اگر تم نے غزہ کو مکمل ہڑپ کر لیا تو تمہارے پیٹ میں سے نکال لیں گے۔

سب کے سب فلسطین کی لیبارٹری میں طرح طرح کے تجربے کر رہے ہیں۔ قاتل اپنے ہتھیاروں کی ہلاکت خیزی کو آزما کر مارکیٹ کر رہا ہے اور قاتل کا کوئی حمائتی اس کا خنجر کند نہیں ہونے دے رہا۔ کچھ ممالک فضا سے امداد گرانے کا کرتب دکھا کے اپنی انسان نوازی کی داد بٹورنے کے لیے چہار جانب تحسین کی بھوکی نگاہیں دوڑا رہے ہیں۔ کوئی لاکھوں زخمیوں میں سے تیرہ چودہ گھائل بچوں کو ایر لفٹ کر کے اپنی خوش نیتی نیلام کر رہا ہے، کوئی ایک کے بعد ایک کانفرنس بلا کے اپنے تئیں انسانی فرض نبھا رہا ہے۔ جن کی پتھرائی آنکھوں میں موت کا بسیرا ہے انھیں خوش خبری سنائی جا رہی ہے کہ بس کچھ دن اور زندہ رہ جاؤ تاکہ یہ دیکھتے جاؤ کہ ہم نے بالآخر تمہاری ”آزاد و خود مختار“ بغیر (دانتوں کے) فلسطینی ریاست تسلیم کر لی ہے۔ جہاں ہر ایک منٹ میں ایک انسان زندگی سے آزادی پا رہا ہو۔ انھیں بچانے کے بجائے ایک آزاد ریاست کا خواب ان کے خشک حلق میں ٹپکایا جا رہا ہے اور دوسرے ہاتھ سے قاتل کو چھماتے بھالے، نیزے اور تلواروں کی تازہ کھیپ دی جا رہی ہے۔

غزہ میں وہ قحط ہے جو زندہ بچ جانے والوں کی ہڈیوں میں اتر کے نسل در نسل جینز کے ذریعے سفر کرے گا بھلے ان لاغروں کو اب کوئی پیٹ بھر کھانا ہی کیوں نہ دلا دے۔ یہ المیہ قحط زدگان کی نسل در نسل یادداشت میں اسی طرح کھب جائے گا جیسا کہ سات عشرے پہلے حیفہ، جافا اور گلیلی میں چھوڑے گئے گھروں کی چابی اب چھٹی بے گھر نسل کی امانت ہے۔ آنکھوں میں یہ دھول بھی جھونکی جا رہی ہے کہ پورا اسرائیلی سماج موجودہ سرکار کی طرح سفاک نہیں۔ بلکہ اس حکومت کے کاموں سے نفرت کرنے والوں کی بھی اچھی خاصی تعداد ہے۔ اگر اس دعویٰ کو جوں کا توں تسلیم بھی کر لیا جائے تو پھر ایک جلوس تو دکھا دیا جائے جو گزشتہ اکیس ماہ میں محض یرغمالی چھڑانے کے لیے نہیں بلکہ فلسطینیوں کو زندہ چھوڑ دینے کے مطالبے کے حق میں تل ابیب اور یروشلم کی سڑکوں پر نکلا ہو۔ اگر ایسا نہیں ہوا تو پھر اس الزام پر برا ماننے کی کیا تک ہے کہ اسرائیلی سماج میں قاتلوں کی اکثریت ہے۔ کچھ سابق ہیں، کچھ موجودہ اور کچھ آنے والے کل کے قاتل۔ انسانی گروہوں کو گلا گھونٹ کے مارنے والے لوگ اس سماج کے ہیرو ہیں۔ یہ شرط باندھ کے جیتے جاگتے انسان کا نشانہ لے کر ہلاک کرنے والے لوگ ہیں۔ مہینوں سے بھوکوں اور پیاسوں کو بھنا ہوا گوشت دکھا دکھا کے کھانے والے لوگ ہیں۔

نازی آخری وقت تک اس فکر میں رہے کہ کسی دن ان کے یہود دشمن نسل کش مراکز کا بھانڈا بیچ چوراہے میں نہ پھوٹ جائے۔ مگر ان نسل کش مراکز سے بچ نکلنے والے یہودیوں کی تیسری اور چوتھی نسل نہ صرف اپنے پرکھوں پر بیتے نازی تجربات کو اگلے مرحلے تک لے آئی ہے بلکہ اسے بطور تمغہ لہرا لہرا کے دکھا رہی ہے۔ اور ہم یہ سب نیٹ فلیکس کے کسی بلیک کامیڈی سیزن کی طرح دیکھ رہے ہیں!

# اُخوتِ اسلامی اور بھائی چارہ

مفتی محمد عارف

’’اور اہل ایمان مرد اور اہلِ ایمان عورتیں ایک دوسرے کے رفیق و مددگار ہیں۔ وہ اچھی باتوں کا حکم دیتے ہیں اور بری باتوں سے روکتے ہیں اور نماز قائم رکھتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی اطاعت بجالاتے ہیں، ان ہی لوگوں پر اللہ عنقریب رحم فرمائے گا، بیشک اللہ بڑا غالب بڑی حکمت والا ہے۔‘‘ (التوبہ: 71)

اخوت اور بھائی چارہ نوعِ انسانی کے لیے اتنا اہم عمل ہے کہ اس کے بغیر گھر، معاشرہ، اقوام وعالم سب کا چین وسکون ناممکن ہے، اگر آپس میں اخوت و بھائی چارگی نہ ہو تو سب کے سب اختلاف وانتشار کے شکار ہوجائیں گے، دنیا میں امن وامان ختم ہو جائے گا اور اس طرح گھر گھر فتنہ وفساد برپا ہونے لگے گا۔ دنیا میں امن وسلامتی کے قیام کی خاطر ہی اسلام نے اخوت و بھائی چارگی کی تعلیم پر بہت زیادہ زور دیا ہے۔

مذکورہ بالا آیت کریمہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے سب سے پہلے ﴿بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۘ﴾ فرما کر یہ تعلیم دی کہ جب ہم آپس میں دوست بن کر رہیں گے تو کامیابی سے ہمکنار ہوں گے، جب ہم آپس میں ایک دوسرے کو بھائی سمجھیں گے تو اسی وقت برائی سے رک کر اچھائی کرسکیں گے، کیوں کہ یہی وہ لوگ ہیں جنہیں ﴿يَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ﴾ کا خطاب ملا ہے۔

قرآن کریم نے ایمان والوں کو آپس میں ایک دُوسرے کے بھائی سے تعبیر فرمایا ہے چنانچہ ارشادِ ربانی ہے:

’’مسلمان آپس میں ایک دُوسرے کے بھائی ہیں۔‘‘

نبی اکرم ﷺ نے اخوتِ اسلامیہ اور اُس کے حقوق کے بارے میں ارشاد فرمایا:

’’مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، اُس پر خود ظلم کرتا ہے اور نہ اُسے بے یار ومددگار چھوڑتا ہے اور نہ اُسے حقیر جانتا ہے۔ پھر آپؐ نے اپنے قلب مبارک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے تین بار یہ الفاظ فرمائے: تقویٰ کی جگہ یہ ہے۔ کسی شخص کے برا ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر جانے۔ ہر مسلمان پر دُوسرے مسلمان کا خون، مال اور عزت حرام ہے۔‘‘ (رواہ المسلم)

گویا اُخوت ومحبت کی بنیاد ایمان اور اسلام ہیں، یعنی سب کا ایک رب، ایک رسول، ایک کتاب، ایک قبلہ اور ایک دین ہے جو کہ دینِ اسلام ہے۔

نبی کریم ﷺ نے اسے ایمان وتقویٰ کو فضیلت کی بنیاد بھی قرار دیا ہے اور یہ بتلادیا کہ انسان رنگ ونسل اور قوم وقبیلہ کے اعتبار سے نہیں، بلکہ تقویٰ جیسی اعلیٰ صفت سے دوسروں پر فوقیت حاصل کرتا ہے اور قوم وقبیلے صرف تعارف اور جان پہچان کے لیے ہیں، ارشادِ خداوندی ہے:

’’اے لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہیں مختلف شاخیں اور مختلف قبیلے بنایا، تا کہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو، اُس کے نزدیک تو تم میں سب سے بڑا عزت والا وہ ہے، جو تم سب میں بڑا پرہیزگار ہے، بے شک اللہ سب کو جانتا ہے اور سب کے حال سے باخبر ہے۔‘‘ (الحجرات: 13)

مندرجہ بالا آیات مبارکہ واحادیث مبارکہ سے واضح ہے کہ اللہ اور اُس کے رسول ﷺ نے اُخوت کی بنیاد اسلام اور ایمان کو قرار دیا، کیوں کہ ایمان کی بنیاد مضبوط اور دائمی ہے، لہٰذا اس بنیاد پر قائم ہونے والی اُخوت کی عمارت بھی مضبوط اور دائمی ہوگی۔

اسلام ایک عالمی دین ہے اور اُس کے ماننے والے عرب ہوں یا عجم، گورے ہوں یا کالے، کسی قوم یا قبیلے سے تعلق رکھتے ہوں، مختلف زبانیں بولنے والے ہوں، سب بھائی بھائی ہیں اور اُن کی اس اُخوت کی بنیاد ہی ایمانی رشتہ ہے اور اس کے بالمقابل دُوسری جتنی اُخوت کی بنیادیں ہیں، سب کمزور ہیں اور اُن کا دائرہ نہایت محدود ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام کے ابتدائی اور سنہری دور میں جب بھی ان بنیادوں کا آپس میں تقابل وتصادم ہوا تو اُخوتِ اسلامیہ کی بنیاد ہمیشہ غالب رہی۔

آج بھی مشرق ومغرب اور دُنیا کے گوشے گوشے سے آئے ہوئے مسلمان جب موسم حج میں سرزمین مقدس حرمین شریفین میں جمع ہوتے ہیں تو ایک دُوسرے سے اس گرم جوشی سے ملتے ہیں، جیسے برسوں سے ایک دُوسرے کو جانتے ہوں، بلکہ بعضوں کو اس مسرت سے روتے ہوئے دیکھا جاتا ہے کہ حیرانی ہوتی ہے، حالانکہ اُن کی زبانیں، اُن کے رنگ اور اُن کی عادات مختلف ہوتی ہیں، لیکن اس سب کے باوجود جو چیز اُن کے دلوں کو مضبوطی سے جوڑے ہوئے ہے، وہ ایمان اور اسلام کی مضبوط رسی ہے۔

اُمت میں اُخوتِ اسلامی پیدا کرنے کے لیے محبت، اخلاص، وحدت اور خیر خواہی جیسی صفات لازمی ہیں، جو اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت بڑی نعمت شمار ہوتی ہیں۔ قرآن کریم نے اس صفت کو بطور نعمت ذکر فرمایا ہے، ارشادِ خداوندی ہے:

’’اور اس کے اس احسان کو یاد کرو جو اُس نے تم پر کیا ہے جب کہ تم آپس میں ایک دُوسرے کے سخت دُشمن تھے، پھر اُس نے تمہارے دلوں میں اُلفت پیدا کردی، تم اُس کے فضل سے آپس میں بھائی بھائی ہوگئے۔‘‘ (آلِ عمران: 103)

نبی کریم ﷺ نے ایمان والوں کے آپس کے تعلقات اور اُخوت ومحبت کو ایک جسم کے مختلف اعضاء سے تشبیہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

’’ایمان والوں کی آپس کی محبت، رحم دلی اور شفقت کی مثال ایک انسانی جسم جیسی ہے کہ اگر جسم کا کوئی حصہ تکلیف میں مبتلا ہوجاتا ہے تو (وہ تکلیف صرف اُسی حصہ میں محدود نہیں رہتی، بلکہ اُس سے) پورا جسم متاثر ہوتا ہے، پورا جسم جاگتا ہے اور بخار و بےخوابی میں مبتلا ہوجاتا ہے۔ (صحیح البخاری)

مسلمان دُنیا کے کسی خطۂ زمین میں آباد ہوں۔ وہ اُمتِ اسلامیہ کا ایک جزو ہیں۔ اگر وہ آرام وسکون کی زندگی بسر کررہے ہیں تو پوری اُمت پُرسکون ہوگی اور اگر وہ کسی مصیبت یا ظلم کا شکار ہیں تو اُن کی تکلیف سے پوری اُمت بےچین اور تکلیف میں ہوگی اور اس صورت میں لازماً وہ اس کے ازالہ کی فکر کرے گی اور اُس کے لیے ہر ممکن وسائل اختیار کرے گی۔

اُمت کا اتحاد اور اُخوت و بھائی چارے کا یہ رشتہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کو بہت عزیز ہے، اسی لیے قرآن کریم اور احادیث نبویہ ﷺ میں جابجا اُس پر بہت زور دیا گیا ہے اور اختلافات اور تفریق سے روکا گیا ہے۔ اسلام نے اُخوت کو قائم رکھنے اور اسے مضبوط سے مضبوط تر بنانے کا حکم دیا ہے اور ایسے تمام اسباب اور تصرفات سے روکا ہے جو اُسے نقصان پہنچا سکتے ہیں، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

’’اور مضبوط پکڑو اللہ کی رسی کو سب مل کر اور پھوٹ نہ ڈالو۔‘‘ (آلِ عمران: 103)

اُمت کے اتحاد اور اُخوت کے رشتہ کو مضبوط رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ ہم اللہ کی رسی یعنی قرآن مجید اور اُس کی تعلیمات کو مضبوطی سے پکڑیں، وہ تعلیمات جنہیں

نبی کریم ﷺ نے اپنے قول وعمل مبارکہ سے اُمت کے سامنے پیش فرمایا ہے، اُس پر ایمان لائیں اور اُس کی ہدایات پر چلیں اور نبی کریم ﷺ کی سنت اور سلف صالحین کے راستہ پر چلیں، یہی کامیابی کا راستہ ہے اور اسی سے اُمت میں اتحاد اور اُخوت کا رشتہ مضبوط ہوگا۔

یہ رسی ٹوٹ تو نہیں سکتی، ہاں! چھوٹ سکتی ہے، اگر سب مل کر اس کو پوری قوت سے پکڑے رہیں گے تو کوئی شیطان شر انگیزی میں کامیاب نہ ہو سکے گا اور انفرادی زندگی کی طرح مسلم قوم کی اجتماعی قوت بھی غیر متزلزل اور ناقابلِ اختلاف ہو جائے گی۔ قرآن کریم سے تمسک کرنا ہی وہ چیز ہے جس سے بکھری ہوئی قوتیں جمع ہوتی ہیں اور ایک مردہ قوم نئی زندگی حاصل کرتی ہے۔

اُمتِ اسلامیہ کا اتحاد اور اُخوت وہ عظیم قوت ہے جس سے اعداء اسلام ہمیشہ خائف رہتے ہیں اور اس قوت کو کمزور کرنے کے لیے سازشیں کرتے ہیں۔ گویا اُخوتِ اسلامی کا تقاضا یہ ہے کہ ایک مسلمان دُوسرے مسلمان بھائی کے غم، دُکھ اور خوشی میں برابر کا شریک ہو، چاہے وہ مسلمان مشرق کا رہنے والا ہو یا مغرب کا۔

اُخوتِ اسلامی کا تقاضا یہ ہے کہ ایک مسلمان دُوسرے مسلمان بھائی کا خیر خواہ ہو، جو بھلائی وہ اپنے لیے پسند کرتا ہے، وہی اپنے بھائی کے لیے بھی پسند کرے اور جو اپنے لیے ناپسند کرتا ہے، وہ اپنے بھائی کے لیے بھی ناپسند کرے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''تم میں سے کوئی شخص اُس وقت تک کامل ایمان والا نہیں ہوسکتا، جب تک کہ اپنے بھائی کے لیے وہی چیز پسند نہ کرے جو وہ اپنے لیے پسند کرتا ہے۔'' (صحیح بخاری)

ایک دوسری روایت میں تو آپ ﷺ نے مسلمان بھائی کی ایذاء رسانی کو ایمان کے منافی قرار دیا ہے، آپ ﷺ نے تین بار قسم کھا کر فرمایا: بخدا وہ شخص مؤمن نہیں جس کے شر سے اُس کے پڑوسی محفوظ نہ ہوں۔

اُخوتِ اسلامی کو مضبوط کرنے کے لیے ایک اہم وسیلہ آپس میں محبت کے ساتھ ملنا ملانا اور ایک دُوسرے کو دُعاء وسلام دینا بھی ہے، جس سے دل صاف ہوتے ہیں اور محبت بڑھ کر اُخوتِ اسلامی میں قوت کا ذریعہ بنتی ہے، آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

''تم ہرگز جنت میں نہیں جاسکتے جب تک کہ ایمان نہ لے آؤ۔ اور اُس وقت تک تم ایمان والے نہیں بن سکتے، جب تک کہ ایک دوسرے سے محبت نہ کرو۔ کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں کہ اگر تم اُسے بجالاؤ تو آپس میں محبت کرنے لگو؟ (پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:) آپس میں کثرت سے سلام کو پھیلاؤ۔'' (صحیح مسلم)

بہر حال قرآن کریم نے مسلمانوں کو بھائی بھائی قرار دیا ہے اور اُخوت اور محبت کو اللہ کی نعمت قرار دیا ہے اور محبت اور اتحاد پر اُن کی قوت اور طاقت کا مدار ہے۔ اُخوت کو قائم رکھنا ہر مسلمان کا فرض ہے اور اُن تمام صفات کو اپنانا جن سے اُخوت کا رشتہ مضبوط ہوتا ہے، جیسے: خیر خواہی، محبت، اخلاص، ایثار، ملنا ملانا، صلح جوئی اور ایک دُوسرے کو سلام اور دُعاء پیش کرنا وغیرہ۔

لہٰذا اُمت کے زُعماء اور قائدین، چاہے وہ سیاسی ہوں یا دینی، اُن کا فرض ہے کہ اُمت کے اس اتحاد اور اُخوت کو مضبوط کریں اور اُس کے اسباب کو ترقی دیں اور اختلاف وانتشار سے اُمت کو دور رکھیں اور اُن اسباب کا ازالہ کریں، جن سے اُمت کے قلوب میں بُعد اور نفرت اور اُس کی صفوں میں انتشار پیدا ہوتا ہے۔

اسی طرح اُمت کے قائدین کا یہ بھی فرض ہے کہ اُمت کے اس اتحاد اور اخوت میں اگر کوئی رسم و رواج رُکاوٹ بن رہے ہوں تو ایسے رُسوم و رواج پر پابندی لگائیں، چاہے اُسے کتنا ہی مذہبی اور تقدس کا رنگ دے دیا گیا ہو، اس لیے کہ ان رُسوم ورواج کے بالمقابل اُمت کی وحدت اور اُخوت ہم سب کو زیادہ عزیز ہونی چاہیے۔ نیز ہر مسلمان کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنے اندر صفتِ ایمان پیدا کرے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

''اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ الْخَطَايَا وَالذُّنُوْبَ۔'' (رواہ البخاری)

''کامل مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ کے شر سے مسلمان محفوظ ہوں اور اصلی مہاجر وہ ہے جس نے برائیوں کو چھوڑ دیا ہو۔''

دوسری روایت میں رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ''اور قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! وہ شخص جنت میں نہیں جائے گا، جس کا پڑوسی اُس کے شر سے محفوظ نہ ہو۔'' (رواہ البخاری)

اُخوتِ اسلامی کو نقصان پہنچانے والی چیزوں میں ایک دوسرے کو حقیر جاننا اور اس کا مذاق اُڑانا بھی ہے، اس لیے قرآن کریم نے اس سے بھی ایمان والوں کو روکا ہے، ارشادِ خداوندی ہے:

''اے ایمان والو! نہ تو مردوں کی کوئی جماعت دُوسرے مردوں کی کسی جماعت کا مذاق اُڑائے، کیا عجب ہے کہ جو لوگ مذاق اُڑا رہے ہیں، اُن سے وہ لوگ بہتر ہوں جن کا مذاق اُڑایا جارہا ہے۔ اور نہ عورتوں کو عورتوں پر ہنسنا چاہیے، یہ ممکن ہے کہ جو عورتیں ہنسی اُڑانے والی ہیں، اُن سے وہ عورتیں بہتر ہوں جن کی ہنسی اُڑائی جارہی ہے اور نہ آپس میں ایک دُوسرے کو طعنہ دیا کرو اور نہ ایک دُوسرے کو برے لقب سے پکارا کرو۔ ایمان لانے کے بعد فسق کا کام بہت برا ہے اور جو توبہ نہ کریں گے تو وہی لوگ ظلم کرنے والے ہوں گے۔'' (الحجرات:11)

اگر دو مسلمان بھائیوں یا دو مسلمان جماعتوں میں اختلاف اور جھگڑے کی صورت پیدا ہو جائے تو مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے کہ ان دونوں میں صلح کرانے کی کوشش کریں۔ ارشادِ خداوندی ہے:

''ایمان والے آپس میں بھائی بھائی ہیں، تم اپنے بھائیوں میں صلح کرا دیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہا کرو، تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔'' (الحجرات:10)

یعنی جنگ کی ہر حالت میں یہ ملحوظ رہے کہ دو بھائیوں کی آپس کی لڑائی ختم ہوکر مصالحت میں بدل جائے، دُشمنوں اور کافروں کی طرح برتاؤ نہ کیا جائے۔ جب دو بھائی آپس میں لڑ پڑیں تو یوں ہی اُن کو اُن کے حال پر نہ چھوڑا جائے، بلکہ اصلاح ذات البین کی پوری کوشش کی جائے اور ایسی کوشش کرتے وقت خدا سے ڈرتے رہو کہ کسی کی بے جا طرف داری یا انتقامی جذبہ سے کام لینے کی نوبت نہ آجائے۔ اللہ تعالیٰ اُمتِ اسلامیہ کو بھائی بھائی بننے اور اس اُخوت کے حقوق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے نماز قائم کرنے، زکوٰۃ دینے اور ہر مسلمان کے ساتھ خیر خواہی کرنے پر بیعت کی۔'' (صحیح بخاری)

نبی کریم ﷺ نے مسلمانوں کو ایک دوسرے کی بدگمانی کرنے، اور اُن کی ٹوہ میں لگنے سے بھی سختی سے منع فرمایا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بدگمانی سے دور رہو کیونکہ بدگمانی سب سے زیادہ جھوٹی بات ہے، دوسروں کے ظاہری عیب تلاش کرو نہ دوسروں کے باطنی عیب ڈھونڈو، مال و دولت میں ایک دوسرے کے ساتھ مسابقت نہ کرو، ایک دوسرے سے حسد نہ کرو، آپس میں بغض نہ رکھو، ایک دوسرے سے روگردانی نہ کرو، اور اللہ کے ایسے بندے بن کر رہو جو آپس میں بھائی بھائی ہیں۔'' (مسند احمد)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک دوسرے سے حسد نہ کرو، خرید وفروخت میں دھوکہ نہ دو، ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو، ایک

دوسرے سے منہ مت پھیرو، کسی کی بیع پر بیع مت کرو اور اللہ کے بندے بھائی بھائی بن جاؤ۔ مسلمان مسلمان کا بھائی ہوتا ہے، وہ اُس پر ظلم نہیں کرتا، نہ اُسے بے یار و مددگار چھوڑتا ہے، نہ اُس سے جھوٹ بولتا ہے اور نہ اُسے حقیر سمجھتا ہے۔ تقویٰ اور پرہیزگاری یہاں ہے اور آپ ﷺ نے اپنے سینے (دل) کی طرف تین بار اشارہ کیا (یعنی ظاہر میں اچھے عمل کرنے سے آدمی متقی نہیں ہوتا جب تک کہ اس کا سینہ صاف نہ ہو) کسی آدمی کے برا ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر جانے۔ ہر مسلمان کا خون، اُس کا مال اور اُس کی عزت دوسرے مسلمان کے لیے حرام ہے۔ (صحیح مسلم)

اس حدیث میں نبی کریم ﷺ ہماری ان باتوں کی طرف رہنمائی فرما رہے ہیں جو ہم مسلمانوں پر واجب ہے۔ یعنی یہ کہ ہم باہم محبت و الفت رکھیں، ایک دوسرے کے ساتھ اچھے انداز میں اور شرعی تقاضوں کے مطابق برتاؤ کریں جو ہمیں بہترین اخلاق تک لے جائے اور برے اخلاق سے ہمیں دور کر دے اور ہمارے دلوں سے باہمی بغض کا خاتمہ کر دے اور جس سے ہمارا باہمی طرز سلوک بلند ہو جائے اور حسد، ظلم اور دھوکہ اور ہر ایسے شائبہ سے پاک ہو جائے جو ایذا رسانی اور تفرقے کا باعث ہوتا ہے۔ کیونکہ اپنے مسلمان بھائی کو اذیت پہنچانا حرام ہے، چاہے مال کے ساتھ ہو یا برتاؤ کے ساتھ ہو یا پھر ہاتھ یا زبان کے ساتھ ہو۔ ہر مسلمان کا خون، اس کا مال اور اس کی عزت دوسرے مسلمان پر حرام ہے۔ عزت و شرف کی بنیاد صرف اور صرف تقویٰ ہے۔

اسلام ایک عالمی دین ہے اور اس کے ماننے والے عرب ہوں یا عجم، گورے ہوں یا کالے، کسی قوم یا قبیلے سے تعلق رکھتے ہوں، مختلف زبانیں بولنے والے ہوں، وہ سب بھائی بھائی ہیں اور ان کی اس اخوت کی بنیاد ہی ایمانی رشتہ ہے۔ مسلمان دنیا کے کسی خطۂ زمین میں آباد ہوں، وہ امت اسلامی کا ایک جزو ہیں۔ امت کا اتحاد اور اخوت کا یہ رشتہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کو بہت عزیز ہے، اسی لیے قرآن کریم اور احادیث نبویہ ﷺ میں جا بجا اس پر بہت زور دیا گیا ہے، اُمت کو اختلاف اور تفریق سے روکا گیا ہے۔ اسلام نے اخوت کو قائم رکھنے اور اسے مضبوط سے مضبوط تر بنانے کا حکم دیا ہے اور ایسے تمام اسباب اور تصرفات سے روکا ہے جو اُسے نقصان پہنچا سکتے ہیں۔

اللہ پاک اُمتِ اسلامیہ میں مضبوطی سے اتحاد و اتفاق قائم فرمائے۔ آمین یارب العالمین!

❁❁❁

**پریس ریلیز 13 اگست 2025ء**

## نیتن یاہو گریٹر اسرائیل کے قیام کے لیے تاریخی اور روحانی نہیں، شیطانی مشن پر ہے۔ امارتِ اسلامیہ افغانستان کا استقامت اور کامیابی سے چار سال مکمل کرنا قابل ستائش ہے۔

### شجاع الدین شیخ

نیتن یاہو گریٹر اسرائیل کے قیام کے لیے تاریخی اور روحانی نہیں، شیطانی مشن پر ہے۔ امارت اسلامیہ افغانستان کا استقامت اور کامیابی سے چار سال مکمل کرنا قابل ستائش ہے۔ ان خیالات کا اظہار تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے ایک بیان میں کیا۔ اُنھوں نے کہا کہ غزہ کے مظلوم اور مجبور مسلمانوں پر 22 ماہ سے انسانیت سوز مظالم ڈھانے والا اسرائیلی وزیر اعظم نتن یاہو کسی خونخوار درندے سے کم نہیں۔ میڈیا کی اطلاعات کے مطابق ناجائز صہیونی ریاست اسرائیل 7 کتوبر 2023ء کے بعد سے اب تک 65 ہزار سے زائد فلسطینی مسلمانوں کو شہید کر چکی ہے، جن میں اکثریت بچوں اور عورتوں پر مشتمل ہے۔ غزہ کو کھنڈر بنا دیا گیا ہے۔ اب غزہ کے مسلمانوں جو خوراک کے چند لقموں کے لیے جمع ہوتے ہیں ان پر صہیونی فوج گولیوں کی بوچھاڑ کر دیتی ہے، جس سے روزانہ کی بنیاد پر درجنوں مسلمانوں کو شہید کر دیا جاتا ہے۔ اسرائیل کو اپنے ابلیسی ایجنڈا کو آگے بڑھانے میں امریکہ کی مکمل حمایت بلکہ معاونت حاصل ہے۔ امریکہ اور اسرائیل دونوں اعلان کر چکے ہیں کہ غزہ کے مسلمانوں کو علاقہ بدر کر کے کنٹرول اپنے ہاتھ میں لے لیں گے۔ انہوں نے سوال اٹھایا کہ کیا نسل کشی اور انسانیت کے خلاف جرائم کی مرتکب ناجائز صہیونی ریاست کے معاون امریکہ کے بار بار دورے کرنا ایک نظریاتی مسلم ملک کے اہم عہدے داروں کو زیب دیتا ہے؟ انہوں نے کہا کہ اگرچہ قوم 14 اگست منا چکی ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ ہم آج بھی عالمی استعماری قوتوں کی غلامی میں بری طرح جکڑے ہوئے ہیں۔ امیر تنظیم نے کہا کہ چار سال قبل امریکہ اور نیٹو سمیت 46 ممالک کی افواج کو ہزیمت ناک شکست دینے کے بعد افغان طالبان کی افغانستان میں حکومت کو قائم ہوئے چار سال ہو چکے ہیں۔ ان چار برسوں میں امارت اسلامیہ افغانستان نے دن دگنی رات چوگنی ترقی کی ہے اور وہ اپنے ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ کی کوشش میں مصروف ہیں۔ روس اور چین کے ساتھ بہترین تعلقات قائم کر چکے ہیں اور ان دونوں ممالک کے ساتھ افغانستان معاہدے کر رہا ہے۔ امیر تنظیم نے کہا کہ حال ہی میں افغانستان اور پاکستان کے مابین سرد مہری کا کسی حد تک کم ہونا انتہائی خوش آئند ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جب تک مسلم ممالک آپس کے اتحاد کی طرف سنجیدگی سے نہیں بڑھتے، دشمن کے مذموم مقاصد کو ناکام نہیں بنا سکیں گے۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)


**اعتذار**

## رفقاء متوجہ ہوں

شمارہ نمبر 30 میں شائع شدہ نقباء کورس کے اشتہار میں تاریخ غلط درج ہوگئی ہے۔ درست تاریخ درج ذیل ہے:

کورس ان شاء اللہ 22 تا 24 اگست 2025ء منعقد ہوگا۔

(بروز جمعۃ المبارک نمازِ عصر تا بروز اتوار نمازِ ظہر)

بمقام: قرآن اکیڈمی، 25 آفیسرز کالونی بوسن روڈ (عقب ملتان لاء کالج) ملتان

برائے رابطہ: 0322-6187858 / 0321-6303691

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم و تربیت: 78-35473375(042)

# اخبارِ اسلام

## غزہ، اصل صورتحال کیا ہے؟ (بشکریہ: فرینڈز آف فلسطین)

- وزارت صحت، غزہ کے جاری کردہ اعداد و شمار کے مطابق 7 اکتوبر 2023ء سے اب تک شہداء کی مجموعی تعداد 61499 اور زخمیوں کی تعداد 153575 ہو چکی ہے۔ 18 مارچ 2025ء سے اب تک 9989 شہداء اور 41534 زخمی ریکارڈ کیے گئے۔ امداد لینے کے دوران نشانہ بنائے جانے والوں کی مجموعی تعداد 1807 شہداء اور 13021 سے زائد زخمی ہو چکے ہیں۔ قحط اور غذائی قلت کے باعث مجموعی اموات کی تعداد 222 ہو گئی ہے، جن میں 101 بچے شامل ہیں۔
- غزہ کی پٹی پر قابض اسرائیل کی وحشیانہ درندگی کا ایک اور دل دہلا دینے والا باب اُس وقت رقم ہوا جب صہیونی فوج نے الشفاء میڈیکل کمپلیکس کے سامنے صحافیوں کے ایک عارضی کیمپ پر براہِ راست بمباری کر کے پانچ بہادر فلسطینی صحافیوں کو شہید کر دیا۔ شہداء میں بین الاقوامی میڈیا چینل الجزیرہ کے دو نامہ نگار انس الشریف اور محمد قریقع کے علاوہ فوٹو جرنلسٹس، ابراہیم ظاہر، مؤمن علیوہ اور محمد نوفل شامل تھے۔ نئے حملے کے بعد صحافی شہدا کی تعداد 232 ہو گئی ہے۔ حماس نے شفاء اسپتال میں صحافیوں کے خیمے پر ہونے والی حالیہ بمباری پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا ہے۔
- کتائب القسام نے غزہ کے مشرقی علاقے حی التُّفاح میں اپنی ''الغول'' قسامی سنائپر سے دو صہیونی فوجیوں کو نشانہ بنا کر جہنم واصل کر دیا۔
- غزہ میں فلسطینی مزاحمتی سکیورٹی فورسز نے قابض اسرائیل کی ایک انتہائی خطرناک خفیہ کارروائی کو ناکام بنا دیا، جس کا مقصد تباہ شدہ بستیوں میں جدید جاسوسی آلات نصب کرنا تھا۔
- جرمنی میں رائے عامہ کے ایک تازہ جائزے میں حقیقت آشکار کر دی ہے کہ نصف سے زیادہ جرمن عوام اپنی حکومت سے مطالبہ کر رہے ہیں کہ وہ فوراً ریاستِ فلسطین کو تسلیم کرے۔ اسی دوران جرمن چانسلر فریڈرش میرٹز نے اعلان کیا ہے کہ قابض اسرائیل کو ایسا اسلحہ فراہم کرنے پر جزوی پابندی برقرار رکھی جائے گی جو غزہ میں استعمال ہو سکتا ہے۔
- قابض اسرائیلی حکام نے فلسطین اور القدس کے مفتی شیخ محمد حسین کو ایک خصوصی حکم کے تحت چھ ماہ کے لیے مسجد اقصیٰ میں داخلہ پر پابندی لگا دی ہے۔
- حماس نے غزہ میں فضائی راستے سے گرائی جانے والی امدادی اشیاء کو محض ایک ڈھونگ اور خطرناک حربہ قرار دیا ہے اور یہ کہ ملنے والی امداد سمندر کے مقابلے میں ایک قطرے کے برابر ہے۔ حماس نے مطالبہ کیا ہے کہ تمام سرحدی گزرگاہیں فوری اور بغیر کسی شرط کے کھولی جائیں اور اتنی مقدار میں محفوظ امداد داخل کی جائے جو غزہ کے عوام کی فوری ضروریات پوری کر سکے۔ واضح رہے کہ 2 مارچ 2025ء سے قابض اسرائیل نے غزہ کے تمام زمینی راستے بند کر رکھے ہیں۔

# مسلم دنیا سے متعلق دیگر ممالک کی اہم خبریں

- **سعودی عرب: مکہ میں بین الاقوامی مقابلہ حفظ قرآن و تفسیر:** پینتالیسویں شاہ عبدالعزیز بین الاقوامی مقابلہ برائے حفظ قرآن اور تفسیر میں دنیا بھر سے ایک سو اٹھائیس ممالک کے حفاظ کرام نے شرکت کی۔ واضح رہے کہ یہ مقابلہ دنیا کے سب سے باوقار بین الاقوامی قرآن مقابلوں میں سے ایک ہے جو ہر سال سعودی منسٹری آف اسلامک افیئرز کی نگرانی میں مسجد الحرام میں منعقد ہوتا ہے۔
- **ایران: ''ٹرمپ راہداری'' منصوبہ قومی سلامتی کے لیے خطرہ ہے:** ایرانی سپریم لیڈر کے سینئر مشیر اعلیٰ علی اکبر ولایتی نے دوٹوک الفاظ میں کہا ہے کہ ایران اپنی سرحدوں کے قریب ٹرمپ راہداری کی تعمیر کی اجازت نہیں دے گا کیونکہ یہ منصوبہ قومی سلامتی کے لیے بڑا خطرہ ہے اور اگر ایسا کچھ ہوا تو یہ ٹرمپ کے کرائے کے فوجیوں کا قبرستان بنے گی۔ واضح رہے کہ آذربائیجان، آرمینیا امن معاہدے کے تحت ایران کی شمال مغربی سرحد کے قریب ٹرمپ راہداری بنائی جائے گی اور اس راہداری کے مالکانہ حقوق امریکا کے پاس ہوں گے۔
- **اسپین: تاریخی مسجد قرطبہ میں آتشزدگی:** قرطبہ میں تاریخی جامع مسجد قرطبہ میں فرش صاف کرنے والی مشین میں شارٹ سرکٹ کی وجہ سے آگ بھڑک اُٹھی جس نے قریبی علاقے کو لپیٹ میں لے لیا تاہم فائر بریگیڈ کی فوری کارروائی سے آگ پر قابو پا لیا گیا۔ تاریخی عمارت کو سیاحوں کے لیے کھول دیا گیا ہے، تاہم متاثرہ حصہ عارضی طور پر بند کیا گیا ہے۔
- **مصر: غزہ میں بھوک کا بطور ہتھیار استعمال غلط ہے، عرب لیگ کونسل:** عرب لیگ کونسل نے مستقل مندوبین کے اجلاس کے بعد جاری کیے گئے اعلامیے میں اپنے مطالبے کی تجدید کی ہے کہ فلسطینی عوام کے تحفظ کو یقینی بنانا، ان کے مقصد کو ختم ہونے سے بچانا اور عرب سربراہی کانفرنسز کی قراردادوں پر عمل درآمد کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے۔ اعلامیہ میں غزہ میں بھوک کو بطور ہتھیار استعمال کرنے کے اسرائیلی اقدامات کی بھی شدید مذمت کی گئی جس کے باعث 200 سے زائد شہری شہید ہو چکے ہیں، جن میں نصف تعداد بچوں کی ہے اور یہ مطالبہ کیا گیا کہ غزہ کا محاصرہ فوری طور پر ختم کر کے زمینی، فضائی اور سمندری راستوں کے ذریعے امداد کی ترسیل کو یقینی بنایا جائے۔ ایک اور خبر کے مطابق مصر کے صدر عبدالفتاح السیسی نے واضح کیا ہے کہ مصر فلسطینیوں کی جلاوطنی کی نہ تو حمایت کرے گا اور نہ ہی اس عمل میں شریک ہوگا۔
- **سوڈان: قحط نے شہریوں کو گھاس کھانے پر مجبور کر دیا:** جنگ زدہ شہر الفاشر میں قحط شدت اختیار کر گیا، خوراک کا ذخیرہ ختم ہونے کے قریب ہے جبکہ شہری بھوک مٹانے کے لیے جانوروں کے چارے پر گزارا کرنے لگے ہیں۔
- **عراق: کلورین گیس کے اخراج سے 600 سے زائد زائرین متاثر:** کربلا اور نجف کے درمیانی راستے پر واقع ایک واٹر ٹریٹمنٹ اسٹیشن میں کلورین گیس کے اخراج کے باعث دم گھٹنے سے 600 سے زائد زائرین کی حالت غیر ہو گئی جنہیں سانس لینے میں دشواری کے بعد اسپتال منتقل کیا گیا، جہاں تمام متاثرین کو طبی امداد دی گئی۔

تحقیق: خالد نجیب خان (معاون مرکزی شعبہ نشر و اشاعت)

# The Reality

**By: Soumaya Ghannoshi (Writer and Researcher)**

Many years ago, as a young student I was here, marching with tens of thousands when they bombed Afghanistan, they bombed Iraq, they bombed Lebanon, and today here we are again. The issues changed. The killers did not. The goal did not – Dominate, divide, destroy! In 2003, they filled the air with talk of Saddam's weapons of mass destruction. They flattened Baghdad, tore its people apart, and called it liberation. A million Iraqis dead. Then they shrugged and said, oh, it was a lie. And behind the lie, Netanyahu, already sharpening the blade for the next war. Then, it was chemical weapons. Today, it is nuclear weapons. Back then, Saddam was the demon. Today, it is the Iranian regime. For three decades, Netanyahu has talked and cried, Iran is months away from a nuclear bomb. 30 years of warmongering, all to distract from the real nuclear power in the region, the only one. Who's that? Israel! 80 nuclear warheads, maybe more. No inspections, no oversight. No consequences. And what does this nuclear power do? It commits genocide in Gaza. It starves people. It uses aid as a killing trap. Guns people down, starving, exhausted, and scrambling for some flour. It bombs Syria. It invades Lebanon. It bombs Yemen. It bombs Iran. Is this a stage or an attack zone? Is Israel a (illegal) country or a mad dog? It has no humanity, no shame. For it the Middle East has no history, we memories, no human beings. Only oil and money!  So today, we say to the warmongers, enough of your lies. Enough of your greed. Enough is enough. We, the people of the world, Muslims, Jews, Christians, beleaguered, we say we don't want your ugly, cruel world of endless wars, limitless destruction, rivers of blood, trampling on nations. We want a different world, a world of justice, a world of freedom, a world of human dignity. **(Source @ MIDDLE-EAST-EYE)**

# اصل حقیقت

**سمیہ گھانوشی**

کئی سال پہلے جب میں ایک طالبہ تھی، تو میں یہاں آئی تھی۔ پھر ہم ہزاروں کے ساتھ مارچ کر رہے تھے۔ جب انہوں نے افغانستان پر بمباری کی، جب انہوں نے عراق پر حملہ کیا، جب انہوں نے لبنان کو نشانہ بنایا۔

اور آج ہم پھر وہیں کھڑے ہیں۔ بہانے بدل گئے۔ قاتل نہیں بدلے، مقصد نہیں بدلا: غلبہ، تقسیم، تباہی۔

2003ء میں انہوں نے صدام حسین کے کیمیائی ہتھیاروں کے دعوے فضاء میں پھیلا دیئے۔ بغداد کو زمین بوس کیا، اس کے لوگوں کو چیر پھاڑ دیا۔ اور کہا: ''ہم نے اسے آزاد کر دیا۔'' 10 لاکھ عراقی شہید کر دیئے۔ پھر کہنے لگے ''اوہ! وہ تو جھوٹ تھا۔''

اور اب نیتن یاہو اگلی جنگ کے لیے ہتھیار تیز کر رہا ہے۔

اس بار ہدف ایران ہے۔ وہی سکرپٹ، وہی نعرے، وہی جعلی خوف، فرق صرف ایک حرف کا ہے: اس وقت Iraq تھا، اب Iran ہے۔ ورنہ سب کچھ وہی ہے۔ وہی چالاکیاں، وہی غنڈے۔ اس وقت کیمیائی ہتھیاروں کا بہانہ تھا۔ آج نیوکلیئر ہتھیاروں کا اس وقت صدام شیطان تھا، آج ایرانی حکومت۔

تین دہائیوں سے نیتن یاہو کہتا آ رہا ہے کہ ایران چند ماہ میں ایٹم بم بنا لے گا۔ 30 سال ہو گئے۔

سب صرف جنگ کے شعلے بھڑکانے کے لیے۔

یہ سب کچھ صرف ایک بات سے توجہ ہٹانے کے لیے ہے کہ اصل نیوکلیئر طاقت کون ہے؟ صرف ایک: ''اسرائیل''

80 سے زیادہ ایٹمی ہتھیار رکھتا ہے، شاید اس سے بھی زیادہ،

نہ کوئی جانچ، نہ کوئی نگرانی اور یہ طاقت کیا کرتی ہے؟

غزہ میں نسل کشی، لوگوں کو بھوکا مارتی ہے۔

انسانیت کے نام پر دنیا سے آنے والی امداد کو قتل گاہ کا جال بناتی ہے، آٹے کے لیے ترستے ہوئے لوگوں کو گولیوں سے بھون دیتی ہے۔ یہ شام پر بمباری کرتا ہے، لبنان پر چڑھائی، یمن پر حملے اور ایران پر بم برساتا ہے۔

یہ کوئی ملک ہے یا پاگل کتا؟

نہ کوئی حد، نہ کوئی شرم۔ کیونکہ ان کے لیے مشرق وسطیٰ نہ لوگ ہیں، نہ تاریخ، نہ یادیں، بس تیل اور پیسہ۔

لہٰذا آج ہم جنگ مسلط کرنے والوں کو کہتے ہیں کہ بہت ہو گیا۔ تمہارے جھوٹ، لالچ بہت ہو گیا۔ دنیا کے تمام عوام، مسلمان، عیسائی، یہودی جو تمہارے رویوں اور اعمال سے زخم خوردہ ہیں۔ ہمیں تمہاری درندگی اور مسلسل جنگوں پر مبنی دنیا نہیں چاہیے جس میں نہ ختم ہونے والی تباہی ہو۔ خون کے دریا بہا دیے گئے ہوں اور قوموں کو مسل کر رکھ دیا گیا ہو۔ ہمیں ایک مختلف دنیا چاہیے جہاں عدل ہو، انصاف ہو، آزادی ہو اور انسانیت کی عزت ہو۔ (ترجمہ)

Vol: 34 Regd. No. C.P.L NO.114 No.31

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore